استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

نومبر - دسمبر ۱۹۶۳ء

ایڈیٹر

رفیق احمد ثاقب

چندہ سالانہ ۵ روپے   ممالک بیرون ۱۰ شلنگ   فی پرچہ ایک روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

خاص نمبر

ادارۂ تحریر

مدیر: رفیق احمد ثاقب ☆ نائب: لطف الرحمٰن محمود

جلد ۱۰	نبوت، فتح ۱۳۴۲ھش	نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء	شمارہ ۱، ۲

ترتیب

([illegible] نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ادا ریہ

رُوحانی اجتماعات کی عظیم الشّان برکات

اصلاحِ نفس اور تزکیۂ قلوب کے لئے اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں کی صحبت اختیار کرنا انقلاب انگیز اثرات کا حامل ہے۔ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہے یعنی چاہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے کئی مراحل آپس میں مل جل کر گزارے اور کئی تقریبیں اجتماعی رنگ میں منائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے خوشیاں بڑھتی ہیں اور غم گھٹتے ہیں۔ مخفی استعدادوں اور صلاحیتوں کو پنپنے کا موقع ملتا ہے۔ اجتماعات کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں۔ بعض صرف خوشیاں منانے کیلئے قائم کئے جاتے ہیں جیسے میلے ٹھیلے۔ بعض خرید و فروخت کے لئے جن میں تجارت کو فروغ دیا جاتا ہے جیسے آجکل کی منڈیاں، اور ابتدائے اسلام کے وقت کا سُوقُ العُکاظہ۔ اور بعض روحانی اجتماعات ہوتے ہیں۔ لیکن یہ روحانی کہلانے والے اجتماع بھی من کلّ الوجوہ روحانی نہیں ہوتے بلکہ اُن میں متذکرہ بالا ہر دو اقسام کا رنگ ہی غالب نظر آتا ہے جیسے آجکل کے عُرس۔ فی زمانہ خالص روحانی تشنگی کو دُور کرنے اور ایمانی پیاس بجھانے کے لئے صرف وہی اجتماعات رہ گئے ہیں جنہیں جماعت احمدیہ وقتاً فوقتاً قائم کرتی رہتی ہے جیسے اطفال الاحمدیّہ کا اجتماع، خدام الاحمدیّہ کا اجتماع، انصار اللہ کا اجتماع اور مستورات میں لجنہ اماء اللہ کا اجتماع۔ یا بعض دیگر مقامات پر تربیتی کیمپوں کا انعقاد اور ان سب سے بڑا اور عظیم الشان اجتماع جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے جس میں اطراف و اکناف کے مخلصین مرد، عورتیں اور بچے ہر سال شامل ہوتے ہیں۔ اور علی الخصوص ایسے موسم میں جب سردی اپنے جوبن پر ہوتی ہے گھر بار چھوڑنے اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سفر کی صعوبتیں سہنے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ان کے چہروں سے جو پاک مسرت کے آثار نظر آتے ہیں وہ دیکھنے والوں کو یقین دلاتے ہیں۔ فرمانِ نبوی یَدُ اللہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ ایک حقیقتِ ظاہرہ ہے۔ قال اللہ و قال الرسول سُننے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ پاک لوگوں کی صحبت نصیب ہوتی ہے اور حکم کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کی تعمیل احسن رنگ میں ہو جاتی ہے۔ کمزوریاں دُور ہوتی ہیں اور ایمانی حرارت جوش پر آتی ہے۔ کیونکہ جب سب کے سب ہی علیٰ قدرِ مراتب ایک ہی رنگ میں رنگین ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر ایمانی ترقیات کا حاصل ہونا ضروری اور لابدی امر ہو جاتا ہے۔ عبادت کا شوق بڑھتا ہے اور قرآن کریم و احادیث اور حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام سُن کر اپنے آپ کو اسی سانچے میں ڈھالنے کا شوق جوش میں آجاتا ہے۔ یہ فوائد انفرادی رنگ میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ چوٹی کے علماء سامعین کو انمول باتیں سُناتے ہیں اور سامعین روحانی خزائن سے اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔

پس ایسے بابرکت روحانی اجتماعات سے فیضیاب ہونے کے لئے احباب کو بہت کثرت سے تشریف لانا چاہیئے۔ ان ایام کو خالصتاً للہ صرف کرنا چاہیئے اور بہت نیک نمونہ قائم کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس امر کی توفیق دے کہ ہم ان روحانی اجتماعات سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین +

خدام الاحمدیہ کے نام صدر مجلس کا

نئے سال کا پیغام

جیسا کہ خدام کو معلوم ہے انتظامی لحاظ سے خدام الاحمدیہ کا نیا سال یکم نومبر سے شروع ہوتا ہے۔ اس سال کے آغاز کے ساتھ ہی محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے جملہ خدام کے نام ایک نہایت قیمتی پیغام ارشاد فرمایا ہے جو اگرچہ الفضل مورخہ ۲ نومبر میں شائع ہو چکا ہے تاہم اس کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر اسے دوبارہ خالد کے ذریعہ احباب تک پہنچایا جا رہا ہے۔ قائدین مجالس سے گزارش ہے کہ وہ اس پیغام کو تمام خدام تک پہنچا دینے کا خصوصی اہتمام کریں تا ابھی سے وہ اپنی ذمہ داریوں کا صحیح رنگ میں احساس کریں اور نئے سال کے دوران پہلے سے کہیں بڑھ چڑھ کر اور بہتر رنگ میں سرگرم عمل ہو جائیں۔

نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے محترم صدر صاحب فرماتے ہیں :-

"مومن کو چاہیئے کہ وہ ہر نیا دن خدا کا نام لے کر نئے عزم اور نئی ہمت کے ساتھ شروع کرے اور کوشش کرے کہ اس کا ہر دن اُسے پہلے سے آگے لے جانے والا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مَغْبُوْنٌ مَنْ کَانَتْ یَوْمَاہُ وَاحِدًا یعنی جس کے دو دن ایک جیسے گزرتے ہیں اور دوسرا دن اسے پہلے سے آگے نہیں لے جاتا وہ گھاٹا پانے والا ہے۔ وہ کوئی ترقی اور کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص کولہو کے بیل کی طرح ہے کہ ایک ہی جگہ پر گھومتا رہتا ہے اور آگے نہیں بڑھتا۔ غرض مومن کا ہر دن حقیقی معنوں میں نیا اور دوسرا دن ہونا چاہیئے نہ کہ پہلے دن کی تکرار۔ اور جب نئے دن کے لئے یہ ضروری ٹھہرا کہ وہ اس عزم کے ساتھ شروع کیا جائے کہ اس کا اختتام ہمیں پہلے سے بہت آگے پائے گا تو نئے سال کے لئے تو اس عزم کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ خصوصاً اس دور میں جس میں سے ہماری جماعت گزر رہی ہے۔

جیسا کہ میں نے اجتماع کے موقع پر بھی کہا تھا ہماری جماعت ایک نازک دور میں سے گزر رہی ہے۔ گویا کہ پہرہ بدل رہا ہے۔ پاکبازوں اور دینِ محمد کے جاں نثاروں کی وہ جماعت جو خدا کے مسیح پاک نے تیار کی تھی اپنے فرائض ادا کر کے رخصت ہو رہی ہے۔ اب ہماری باری ہے کہ ہم حرمات اسلام کی حفاظت کے لئے آگے آئیں اور اُمتِ محمدیہ کی پاسبانی کا

فرض اسی مستعدی اور چوکسی اور بے جگری سے ادا کرنے کے لئے جس طرح کہ ہمارے بزرگ ادا کرتے رہے ہیں تیار ہو جائیں وہ قلعۂ ہند جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزیں ہوئے اس کی حفاظت اب نئی پود کے سپرد کی جاتی ہے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ اور جاگتے رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن حملہ کرے اور محافظ سوتے ہوں۔ چوکنے رہو تا شیطان کو نقب لگانے کا موقع نہ ملے۔

وہ وقت جو ہم پر آیا ہے قوموں کے لئے بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جبکہ خدائی انعام کی وارث قومیں اگر بلند ہمتی سے کام نہ لیں اور صبر اور دعاؤں پر زور نہ دیں تو خدا کے فضل سے ناامید ہو کر مغضوب علیہم میں شامل ہو جاتی ہیں یا اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا نقش اپنے دل سے مٹا کر اور اس کے خوف سے خالی ہو کر ضالین کی راہ اختیار کر لیتی ہیں۔ ہمارا کام اور ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں اس لئے پہلے سے بہت زیادہ دلسوزی، محنت، اور دعا پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ پس "قدم بڑھاؤ کہ شام قریب ہے" ایسا نہ ہو کہ رات آ جائے اور ہماری منزل کھوٹی ہو اور سب کیا کرایا ضائع ہو جائے۔

احمدی نوجوانوں کو روحانیت اور پاک اخلاق میں جتنی ترقی کرنی چاہیئے تھی وہ بات ابھی حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح اور اچھے اخلاق پیدا کرنے کی طرف عموماً کم توجہ دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ قائدین اور عہدیداران بھی اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ اور بعض ان میں سے اپنے عہدہ کو ذاتی وجاہت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک اور شفقت اور دلداری نہیں کرتے۔ بجائے محبت سے سمجھانے اور قصور وار کے لئے دعا کرنے کے حاکمانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ سب باتیں جماعت میں رخنہ پیدا کرنے والی اور ہمیں اپنے اصل مقصد سے دور لے جانے والی ہیں۔ ہمارے نظام میں بڑائی چھٹائی کا خیال نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم سب بھائی ہیں اور ہمیں بھائیوں کی طرح رہنا چاہیئے اور احمدیت کے رشتہ کی قدر کرنی چاہیئے۔ روحانی رشتہ تو جسمانی رشتہ سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ جو جتنا بڑا ہے اسے اتنا ہی جھک کر اور تواضع سے پیش آنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جس کو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔"

قائدین کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے کہ وہ اسلام کی تعلیم کی چلتی پھرتی تصویر ہوں اور اسلامی

اخوت اور ہمدردی کا مرقع ہوں۔ جو بات وعظ و نصیحت اور دوسرے ذرائع سے حاصل نہیں ہوتی نیک نمونہ سے حاصل ہو جاتی ہے۔ چاہیئے کہ قائدین اپنی مجلس کے سارے اراکین کے لئے بڑے بھائی بلکہ باپ کے طور پر ہوں اور اپنے دلوں میں اُن کے لئے ایسی محبت اور رآفت اور شفقت پیدا کریں کہ انہیں حکم دینے کی ضرورت ہی نہ پڑے بلکہ ہر شخص ان کی خدمت کرنا اور اُن کا کہنا ماننا اپنے لئے باعثِ عزت سمجھے۔ جب تک ہمارے قائدین اور عہدیداران اِس قسم کی محبت کا نمونہ نہیں دکھائیں گے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے لئے باپ بن کر دکھائیں ہمارا نظام وہ بنیان مرصوص نہیں بن سکتا جو کفر کے بے پناہ حملوں کا مقابلہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے گزشتہ سال مجلس خدام الاحمدیہ نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور نوجوانوں میں عموماً خدمتِ دین کا جذبہ عبادت اور ذکرِ الٰہی کا شوق اور اپنی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ہمارا اجتماع بھی خدا کے فضل سے غیر معمولی برکات کا حامل ثابت ہوا ہے۔ فاللّٰہ اکبر کبیراً والحمد للّٰہ کثیراً۔ تفصیلات آپ کو ان احباب سے جو اس میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے معلوم ہو گئی ہوں گی۔ قاعدہ ہے کہ کامیابی سے اُمید بڑھتی ہے اور نئے ولولے اور نئی زندگی پیدا ہوتی ہے بشرطیکہ کامیابی غرور نہ پیدا کر دے پس اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو کامیابی عطا کی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور نئے عزم کے ساتھ اور نئی امید لے کر خدمتِ دین کے لئے اور نیکی کو قائم کرنے اور شیطان کو شکست دینے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اپنے دل میں یہ عہد کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ہمارا بڑھا ہوا قدم پیچھے نہیں ہٹے گا بلکہ آگے سے آگے بڑھتا جائے گا انشاء اللہ العزیز علیہ توکلنا والیہ المصیر۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ جب ایک کام خوش اسلوبی سے کر چکو تو بیٹھ نہ جاؤ بلکہ اگلی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اپنے رب کی محبت میں اور اس کو پانے کے شوق میں آگے بڑھو اور عاجزی کے ساتھ اس کے حضور میں جھکے رہو۔ اپنی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کا کام جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ ایسا نہیں کہ کہیں جا کر ختم ہو جاتا ہو۔ یہ سفر ایسا ہے جس کی کوئی منزل نہیں۔ منزل سے محبت کرنے والا ہمارا ہم سفر نہیں ہو سکتا۔ ہمیں تو بحرِ توحید کی شناوری کرنی ہے۔ اور یہ سمندر وہ ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے نئے سال کا پروگرام انشاء اللہ جلد ہی بھجوا دیا جائے گا۔ مجالس کو چاہیئے کہ اس کے مطابق اپنے مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے لئے ایک معین پروگرام بنالیں اور ماہ بماہ اس بات کا جائزہ لیتے رہیں کہ ان کا کام سکیم کے مطابق چل رہا ہے یا نہیں۔ اس سال کے پروگرام میں ایک

بات یہ بھی رکھی گئی ہے کہ مجالس ایک دن قادیان کی یاد میں منعقد کریں۔ اس دن جلسہ کے ذریعہ نئی نسل اور بچوں کو قادیان کی عظمت، قادیان سے ہجرت اور واپسی کے متعلق پیشگوئیاں وغیرہ امور سے آگاہ کیا جائے اسی طرح غیر از جماعت لوگوں تک بھی اس پیشگوئی کو اچھی طرح پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ تا کہ جب یہ پیشگوئی پوری ہو تو بہتوں کے ایمان کا موجب ہو۔

آخر میں پچھلے سال کی طرح پھر آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ بھائیو! خدا نے ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ آؤ سب مل کر پورے زور سے اس میں داخل ہونے کی کوشش کریں۔ آؤ! پھر نئے سرے سے اُس سے محبت اور اخلاص اور عبودیت کا عہد باندھیں۔ آؤ! اس تاریک دنیا میں خدا کا نور بن کر چمکیں اور گم کردہ راہ انسانوں کو سیدھی راہ دکھائیں۔ آؤ! کہ محبت کی رسم کو پھر دنیا میں جاری کریں اور

لا اله الا الله محمد رسول الله

کے اقرار کو اپنے عمل سے سچا ثابت کر دکھائیں۔ آؤ! کہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا احیاء کریں اور قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کریں۔ آؤ! کہ اپنی زندگیوں میں وہ پاک انقلاب پیدا کریں اور صدق و صفا اور وفا اور اخلاص اور مروت اور عفت اور حیاء اور پاکبازی اور حلم اور استقامت اور تقویٰ اور توکل کا وہ مقام حاصل کریں جو صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حاصل تھا۔ آؤ! کوشش کریں کہ ساری دنیا کو خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ کر کے سارے انسانوں کو اخوت کے پاک رشتہ میں منسلک کر دیں۔ کوشش کریں کہ ہماری نمازیں اور ہماری قربانیاں اور ہمارا مرنا اور ہمارا جینا صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اُس کے ساتھ کئے ہوئے سارے عہدوں کو نباہنے والے ہوں۔ آمین ÷

مرزا رفیع احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

سانحۂ ارتحال

یہ خبر نہایت رنج والم کے ساتھ سنی جائے گی کہ محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی، اے درویش قادیان مؤرخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۶۳ء ۱۲ بجے بعد دوپہر اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۵۴ برس تھی۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی مدظلہ، کے فرزند تھے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بہت مخلص اور فدائی خادموں میں سے تھے بہت محنتی اطاعت گزار زیرک اور معاملہ فہم واقع ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقسیم ملک کے بعد قادیان میں رہ کر درویشی اختیار کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ اور اس درویشی کے زمانہ میں آپ نے بحثیت ناظر امور عامہ جماعتی مفاد کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ مرحوم علمی و ادبی ذوق کے حامل تھے۔ تاریخ کے مضمون سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ قادیان سے اخبار بدر کے اجراء پر اس کے پہلے ایڈیٹر آپ ہی تھے۔ بڑی خوبی اور عمدگی سے اپنے فرائض کو نبھاتے رہے۔

ادارۂ خالد اس سانحۂ ارتحال پر مرحوم کے والد محترم، بھائیوں ان کے کمسن اکلوتے فرزند اور دیگر تمام عزیز و اقارب نیز محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان اور جملہ درویش بھائیوں سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اس ضمن میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ اور بعض دیگر مجالس کی طرف سے بھی تعزیتی قرار دادیں منظور کی گئی ہیں۔ علیحدہ علیحدہ ان سب کی اشاعت ممکن نہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزاء دے۔

مولا کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مرحوم مولوی برکات احمد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور اپنے خاص مقام قرب سے نوازے۔ نیز جملہ لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو ⁂ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی ⁂ میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

(کلام محمود)

معارف القرآن

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۖ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (البقرة ۲۲۰)

ترجمہ:۔ وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو کہدے کہ ان میں بڑا گناہ (اور نقصان) ہے۔ اور لوگوں کے لئے ان میں (کئی ایک منفعتیں بھی) ہیں اور ان کا گناہ (اور نقصان) ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔ اور وہ (لوگ) تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ تو کہدے کہ جتنا تکلیف میں نہ ڈالے۔ اس طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم سوچ سے کام لو۔

تشریح:۔ اثم کے معنے گناہ کے ہیں اور کبھی گناہ کی سزا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے معنے نیکیوں سے روکنے کے ہیں۔ پس یہاں اس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان افعال کے نتیجہ میں نیکیوں سے محرومی ان کے منافع سے زیادہ ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ شراب اور جوا نیک کاموں سے روکنے کا باعث ہیں۔

شراب پینے والا نماز عبادات اور دیگر روحانی امور میں باریک غور و فکر سے محروم رہتا ہے! اور فضول باتوں کی طرف اس کی توجہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ بجائے شجاعت کے اس میں تہوّر پیدا ہو جاتا ہے یعنی وہ بہادری نہیں رہتی جو عقل و فہم سے متعلق ہے بلکہ انجام سے بے پرواہ ہو کر جان کو ضائع کر دینے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے یہی حال جوئے کا ہے اس کا عادی انسان بسا اوقات اپنے طیّب مال کو ضائع کر دیتا ہے اور نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور اگر جیتتا ہے تو اور ہزاروں گھروں کی بربادی کا موجب ہو کر روپیہ کماتا ہے۔ اور چونکہ اسے روپیہ کمانے میں اسے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی اس لئے اس میں روپیہ کو سنبھالنے اور احتیاط سے خرچ کرنے کی عادت مطلقاً نہیں رہتی۔ پھر جوا عقل اور فکر کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ جوئے باز عادتاً ایسی چیزوں کے تباہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جنہیں کوئی دوسرا عقلمند تباہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

اس آیت میں دوسرا اہم لفظ عفو کا ہے۔ عفو کے تین معنے ہوتے ہیں (۱) سب سے اچھی اور پاکیزہ شے (۲) جو اپنے ضروری خرچ سے بچ جائے اور دینے والے کو اس کے دینے والے کو اس کے دینے سے تکلیف نہ پہنچے (۳) بغیر مانگنے کے دینا۔ پس جن کی ایمانی حالت ادنیٰ ہے ان کے لئے یہ معنے ہیں کہ اس قدر صدقہ کرو کہ بعد میں تمہارے ایمان میں تزلزل نہ آئے اور تم دکھ میں نہ پڑ جاؤ۔ بعض لوگ جوش میں آ کر بہت سا صدقہ کر دیتے

ہیں لیکن چونکہ توکّل کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہوتا جب تکلیف ہوتی ہے دوستوں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں اور اگر ضرورت پوری نہ ہو تو شکوہ شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں ضرورت ہے تو ہماری امداد نہیں کی جاتی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے کل کو اس طرح کرنا ہو اُسے چاہیئے کہ آج اتنی امداد کرے جو کل کو اس کے لئے ٹھوکر اور تکلیف کا موجب نہ بنے ——— دوسرا گروہ متوکلین کا ہے۔ ان کے لئے حکم ہے کہ اپنے مال کا بہترین حصّہ خدا کی راہ میں دو۔ ان لوگوں کا چونکہ ایمان مضبوط ہوتا ہے ان کا حکم دوسرے مومنوں سے الگ ہے۔ لیکن یہ قرآن مجید کا کمال ہے کہ دونوں قسم کے لوگوں کا حکم ایک ہی لفظ میں بیان کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ تیسرے معنے اس لفظ کے یہ بھی ہیں کہ مومن کو ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جانا چاہیئے کہ ضرورتمند کو مانگنا نہ پڑے۔ یہ خود ہی ہمسایوں کی ضرورتوں کا خیال رکھے اور بغیر مانگے ان کی حاجتوں کو پورا کرے۔ "کیا خرچ کرے ——؟" کے جواب میں گویا یہ بتایا کہ مانگنے پر دیا تو کیا دیا۔ اصل خرچ وہی ہے کہ بے مانگے دو۔ اور خوشی سے دو جس طرح بچہ دودھ مانگے یا نہ مانگے ماں خود ہی اس کا خیال رکھتی ہے۔ مومن کو بھی دنیا کے لئے بمنزلہ ماں باپ کے ہونا چاہیئے۔

پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ شرعی احکام کا چونکہ ایک اثر دنیوی زندگی پر پڑتا ہے اور ایک اُخروی زندگی اسلئے ہم اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں تاکہ تم ان پر غور کر سکو۔ اور تم جو بھی قدم اٹھاؤ علیٰ وجہ البصیرت اٹھاؤ۔ اندھا دھند کسی بات کو نہ مانو۔

حرمتِ شراب کا دو حرفہ حکم اور صحابہ کا قابلِ قدر نمونہ!

شراب نوشی میں عرب نہ صرف کافی تھا بلکہ تمام دنیا سے بڑھا ہوا تھا۔ اس شراب کے نشہ میں مخمور رہنے والی قوم اور شراب کو اپنا ایک ہی دل لگی کا ذریعہ سمجھنے والی جماعت میں ایک دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے ہیں اور مختصر اور صاف لفظوں میں حکم سُنا دیتے ہیں کہ شراب کے نقصانات چونکہ اس کے نفع سے زیادہ ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے اس کو حرام کر دیا ہے۔ پس ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اس سے پرہیز کرے اور اس کا بنانا، بیچنا، پینا اور پلانا ترک کر دے۔ اور اس حکم کو سُن کر وہ شراب کے شیدائی اپنا سر نیچا کر لیتے ہیں اور ایک بھی شخص کے مُنہ سے اس کے خلاف آواز نہیں نکلتی۔ ہر ایک ان میں سے شرح صدر سے اس حکم کو قبول کر لیتا ہے اور اس وقت کے بعد شراب کا گلاس اُن کے مُنہ کے قریب بھی نہیں جاتا۔ وہ لوگ مہلت نہیں مانگتے، قلّت و کثرت کا سوال نہیں اٹھاتے۔ انہیں شراب کی بُرائیاں گن گن کر ذہن نشین کرانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ ان کے لئے ایک اشارہ کافی تھا اور سب معاملہ آپ ہی آپ ان کے لئے واضح ہو گیا۔ اسلام کے اس دو حرفہ حکم کا جو اثر شراب نوشی پر ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے +

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اور بندوں کی محبت کیسے حاصل ہو؟

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائیے جس سے اللہ تعالیٰ اور آدمی مجھ سے محبت کریں۔ فرمایا دنیا سے بے رغبتی کر۔ اللہ تعالیٰ تجھے پیار کرے گا۔ اور جو چیز لوگوں کے پاس ہے اس کی حرص چھوڑ دے۔ لوگ تجھ سے پیار کریں گے۔

(ابن ماجہ)

کشتی والوں کی ناسمجھی

حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے فرمانبردار اور نافرمان کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگ قرعہ ڈال کر کشتی پر سوار ہوئے بعض اوپر اور بعض نیچے۔ نیچے والے اوپر والوں کے پاس پانی وغیرہ کے لئے آنے جانے لگے پھر نیچے والوں نے خیال کیا کہ اگر ہم اپنے ہی حصے میں کشتی توڑ کر پانی لے لیں اور اوپر والوں سے سروکار نہ رکھیں تو کیا اچھا ہو۔ اب اگر اوپر والے انہیں اس ارادے سے باز نہ رکھیں تو سب ہلاک ہوں۔ ہاں اگر وہ ان کے ہاتھ پکڑ کر روک دیں تو سب بچ جائیں گے۔ (بخاری)

نیکی و بدی سے حصہ داری

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اسے ہدایت کے پابندوں کی مثل اجر ملتا ہے۔ اور ان کے اجر سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ ایسا ہی جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اُسے گمراہی میں پڑنے والوں جتنا گناہ ہوتا ہے اور ان کے گناہوں سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ (مسلم)

دیگراں را نصیحت خود را فضیحت

حضرت زید بن حارثہؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا قیامت کے دن ایک آدمی حاضر کیا جائے گا اور دوزخ میں گرایا جائے گا۔ اس کے پیٹ میں سے انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ اس طرح پھرے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد پھرتا ہے۔ دوزخی اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلانے تجھے کیا ہوا کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا تھا۔ وہ جواب دے گا کہ ہاں میں لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا تھا۔ مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو برائی سے منع کرتا تھا اور خود برا کام کر لیا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

ذریعۂ نجات

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور استقامت کرو اور یہ جان لو کہ کوئی بھی تم میں سے اپنے عملوں کے سبب نجات نہیں پائے گا۔ لوگوں نے کہا کیا حضور بھی؟ فرمایا میں بھی بغیر اس کے نجات نہیں پا سکتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے رحم اور فضل کے دامن

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قبولیتِ دعا کے لئے ضروری ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو

آدابِ دعا کو ملحوظ رکھے بغیر دعائیں قبول نہیں ہو سکتیں

" دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانیوالے آدابِ دعا سے واقف ہیں اور نہ اِس زمانہ میں دعا کرنیوالے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیتِ دعا کے ہوتے ہیں۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے اجنبیت ہو گئی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آدابِ دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ دعا اپنے اصلی معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں۔ اس لئے وہ منکرینِ دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ دعا کے لئے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنیوالا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوءظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہو گا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دعا کرنیوالے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۵)

شوقِ وصل

(کلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

معصیت و گناہ سے دل مرا داغدار تھا
پھر بھی کسی کے وصل کے شوق میں بیقرار تھا

بے عمل و خطا شعار بیکس و بے وقار تھا
پر میری جان یہ تو سوچ کن میں مرا شمار تھا

ہجر میں وصل کا مزا پا لیا میں نے ہمنشیں
لب پہ تو تھا "نہیں" مگر آنکھ میں انکی پیار تھا

سوؤں تو تجھ کو دیکھ کر جاگوں تو تجھ پہ ہو نظر
مدت سے تھا کسے دریغ اس کا ہی انتظار تھا

آہِ غریب کم نہیں غیظِ شہِ جہاں سے کچھ
جس سے ہوا جہاں تباہ دل کے مرے غبار تھا

شکوہ کا کیا سوال ہے ان کا عتاب بھی ہے مہر
منہ سے میں داد خواہ تھا دل میں میں شرمسار تھا

دیر کے بعد وہ ملے اٹھ کر ملے کسے سکت
دل میں خوشی کی لہر تھی آنکھ سے اشکبار تھا

شکرِ خدا گزر گئی ناز و نیاز میں ہی عمر!
مجھ کو بھی ان سے عشق تھا ان کو بھی مجھ سے پیار تھا

اے مالکِ کون و مکاں آؤ مکیں کو لُوٹ[1] لو!

(کلام حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمدؐ صاحب رضی اللہ عنہ)

مری سجدہ گاہ لُوٹ لو میری جبیں کو لُوٹ لو
میرے عمل کو لُوٹ لو اور میرے دیں کو لُوٹ لو

میری حیات و موت کا مالک ہو کوئی غیر کیوں
تم میری ہاں کو لُوٹ، میری نہیں کو لُوٹ لو

رنج و طرب میرا سبھی بس ہو تمہارے واسطے
رُوحِ سرور لُوٹ لو، قلبِ حزیں کو لُوٹ لو

جب جاں تمہاری ہو چکی پھر جسم کا جھگڑا ہی کیا
مرا آسماں تو لُٹ چکا اب تم زمیں کو لُوٹ لو

نانِ جویں کے ماسوا دل میں مرے ہوس نہیں
چاہو تو اے جاں آفریں نانِ جویں کو لُوٹ لو

گھر بار یہ میرا نہیں اور میں بھی کوئی غیر ہوں؟
اے مالکِ کون و مکاں آؤ مکیں کو لُوٹ لو

[1] اس جگہ لوٹنے سے مراد پاک محبت کی تاروں میں باندھ کر دوسرے کے مال و جان کو اپنا لینا ہے۔

مفید ترین زندگی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مندرجہ ذیل مضمون سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۹۳۳ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے میگزین کے لئے رقم فرمایا تھا۔ یہ ایک نہایت نادر اور تاریخی چیز ہے۔ افادیت کے اعتبار سے چونکہ یہ گرانقدر تبرک آج بھی ہماری پوری توجہ کا مستحق ہے اس لئے ادارہ خالد ایک نایاب جریدے کے اس نہایت ہی قیمتی مضمون کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

ایڈیٹر صاحب رسالہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میگزین نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کے سالانہ نمبر کے لئے کچھ لکھوں۔ اس خواہش کے پورا کرنے کی ذمہ داری کے علاوہ بحیثیت ناظر تعلیم و تربیت بھی میرا یہ فرض ہے کہ میں اس قسم کے رسائل میں دلچسپی لوں۔ اور جہاں تک ہو سکے انہیں مفید بنانے میں کارکنوں کا ہاتھ بٹاؤں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ سالانہ نمبر ایسے وقت میں شائع ہوتا ہے کہ جلسہ سالانہ کے قرب کی وجہ سے دفتری مصروفیت اس قدر بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ مضمون نویسی کے لئے یکسوئی میسر نہیں آتی۔ بہرحال چند سطور اپنے عزیز طلباء کے فائدہ کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس تحریر کو پڑھنے والوں کے لئے مفید اور کارآمد بنائے۔ آمین

میں اس وقت انسانی زندگی کے مسئلہ پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یعنے یہ کہ دنیا میں انسان امکانی طور پر کس کس رنگ میں زندگی گزار سکتا ہے اور زندگی کی وہ کونسی قسم ہے جو مفید ہونے کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اپنی غرض و غایت کے لحاظ سے انسانی زندگی مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے:۔

۱:۔ وہ زندگی جو انسان اپنی ذات کے لئے گزارتا ہے۔

۲:۔ وہ زندگی جو انسان اپنے اہل و عیال کے لئے گزارتا ہے۔

۳:۔ وہ زندگی جو انسان اپنے خاندان کیلئے گزارتا ہے۔

۴:۔ وہ زندگی جو انسان اپنی قوم کے لئے گزارتا ہے۔

۵:۔ وہ زندگی جو انسان اپنے ملک کے لئے گزارتا ہے۔

۶:۔ وہ زندگی جو انسان بنی نوع انسان کیلئے

گزارتا ہے۔

۷ :- وہ زندگی جو انسان کل مخلوقات کیلئے گزارتا ہے۔

۸ :- وہ زندگی جو انسان خدا کیلئے گزارتا ہے۔

زندگی کی یہ تقسیم محض خیالی یا علمی تقسیم نہیں ہے بلکہ حقیقتاً دنیا میں انسانی زندگی انہیں اقسام میں منقسم پائی جاتی ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں جس کی زندگی ان اقسام سے باہر کبھی جاسکے۔ گو یہ ممکن ہے کہ انہیں اقسام کو کوئی شخص کسی دوسرے نام کے ساتھ پیش کرے۔ مگر یہ ایک محض اصطلاحی فرق ہوگا ورنہ حقیقت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔

اب جب ہم ان اقسام پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نقشہ بالا میں زندگی کی اقسام (سوائے قسم ۲ و ۳ کے جو بعض صورتوں میں ایک دوسرے کے مقابل پر کم یا زیادہ وسیع ہو جاتی ہیں) ایک طبعی ترتیب میں مرتب ہیں یعنی پہلی قسم کی زندگی کی غرض و غایت کا دائرہ بہت ہی محدود ہے۔ دوسری قسم میں یہ دائرہ پہلی قسم کی نسبت کسی قدر زیادہ وسیع ہے۔ تیسری میں اور زیادہ وسیع ہے۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس حتّٰی کہ آخری قسم میں نیچے کی ساری اقسام شامل ہیں۔ یعنے جو انسان خدا کے لئے زندگی گزارتا ہے ضروری ہے کہ اس کی زندگی عملاً نہ صرف خدا کے لئے بلکہ کل مخلوقات عالم کے لئے اور بنی نوع آدم کے لئے اور ملک و قوم کے لئے اور خاندان و اہل و عیال کے لئے اور بالآخر خود اس کی ذات کیلئے وقف ہو۔ کیونکہ خدا کے لئے زندگی گزارنے کے مفہوم میں جملہ اقسام کی زندگی کی غرض و غایت شامل ہے۔ مگر اس کے الٹ نہیں یعنے قسم اول میں قسم دوم شامل نہیں اور قسم دوم میں قسم سوم شامل نہیں۔ وھلم جراً۔

ایک دوسری جہت سے نقشہ بالا پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ پہلی تین قسم کی زندگیاں دراصل حیوانی زندگی کی قسمیں ہیں۔ کیونکہ ان میں حیوانی خاصہ کے مطابق یا تو صرف اپنی ذات کی ضروریات پوری کرنے تک زندگی کا مقصد محدود رہتا ہے اور یا اپنے قریب یا دور کے رشتہ داروں تک پہنچ کر زندگی کی غرض و غایت ختم ہو جاتی ہے پس ان تین قسموں میں سے خواہ انسان کسی قسم میں داخل ہو وہ حیوانی درجہ سے اوپر نہیں نکلتا۔ دراصل حیوانوں میں بھی مدارج ہیں سب سے ادنیٰ قسم حیوانوں میں وہ ہے جن کی زندگی کی غرض و غایت عملاً صرف انہی کی ذات تک محدود ہوتی ہے کیونکہ ان کا کوئی گھر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اہلی زندگی ہوتی ہے۔ ان سے اوپر وہ حیوان ہیں جو اپنا ایک گھر بسا کر رہتے ہیں اور ان کی زندگی کی کش مکش خود ان کی ذات تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا دائرہ ان کے اہل و عیال یعنے بیوی بچوں وغیرہ تک وسیع ہوتا ہے۔ مگر اس حلقہ سے باہر ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بیشتر حیوان اسی قسم میں داخل ہیں۔ لیکن حیوانوں کی ایک قسم ایسی ہے جو اس سے بھی اوپر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس قسم کے حیوانات خاندانوں اور قبائل کی صورت میں اکٹھے رہتے ہیں اور بسا اوقات ایک دوسرے کی خاطر قربانی کرتے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ یہ قسم حیوانوں کی سب سے ترقی یافتہ قسم ہے۔ چنانچہ چیونٹی اور شہد کی مکھی وغیرہ اسی قسم میں داخل ہیں۔

ان تین قسموں سے اوپر حیوانی زندگی کا دائرہ ختم ہو کر انسانی زندگی کا دائرہ شروع ہوتا ہے۔ اور گو شاذ کے طور پر بعض حیوانات میں قومی یا ملکی یا نوعی زندگی کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ مگر حقیقتاً یہ دائرہ حیوانی زندگی

سے بالا ہے لیکن جس طرح حیوانی زندگی کے مختلف درجے اور طبقے ہیں اسی طرح انسانی زندگی کے بھی مختلف درجے ہیں۔ یعنے کوئی انسان تو اپنی زندگی کی غرض و غایت کے لحاظ سے اپنے قومی دائرہ کے اندر محدود ہوتا ہے اور اس سے باہر اس کی ہمدردی اور اس کی قربانی اور اس کا تعاون نہیں جاتے۔ اور کوئی انسان قوم کی قیود سے نکل کر ملکی حدود تک اپنی ہمدردی اور قربانی اور تعاون کو وسیع کر دیتا ہے اور کوئی اس سے بھی آگے نکل کر کل بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا نصب العین بناتا ہے۔ اور قومی یا ملکی حدود اس کے رستے میں حائل نہیں ہوتیں۔ اور پھر بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی زندگیوں کو جمیع مخلوقاتِ عالم کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ یہ سب مختلف طبقے انسانی زندگی کے ہیں۔ اور جوں جوں انسان کی نظر بلند ہوتی جاتی ہے توں توں وہ اپنی زندگی کے مقصد اور غرض و غایت کو وسیع کرتا چلا جاتا ہے۔

مگر اس سے بھی اوپر ایک اور درجہ ہے جو دراصل ملکی (یعنے فرشتوں کی) زندگی کی غرض و غایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ درجہ خدا کی خاطر زندگی گزارنے کے ساتھ وابستہ ہے۔ خدا چونکہ ایک غیر مادی ہستی ہے اور فرشتے بھی عالمِ ارواح کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے حقیقتاً زندگی کی یہ قسم فرشتوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔ گویا زندگی کے مدارج کا آغاز حیوانیت سے ہو کر بالآخر ملکیت پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ اور دونوں کے درمیان انسان ہے جو دراصل حیوان اور ملک کے بین بین ایک معتدل ہستی ہے۔ ایک طرف انسان حیوانی جنس کے ساتھ ملتا ہے اور دوسری طرف اس کے ساتھ ملائک کا جوڑ ہے۔ قدرت نے اسے ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے دونوں ہمسائیوں کی زندگی کے دائرہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی فطرت میں حیوانی اور ملکی دونوں قسم کے خمیر ودیعت کئے گئے ہیں بالمقابل حیوانوں یا فرشتوں کے جو اپنے اپنے حلقہ کے اندر بالکل محصور ہیں اور اس سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اسی لئے انسان کا مرتبہ اپنی فطری طاقتوں کی وجہ سے فرشتوں سے بھی بالا سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ جہاں فرشتے اپنی ملکیت میں بطور ایک قیدی کے محصور ہیں وہاں جب انسان ملکیت کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ خود اپنے ارادے سے ملکیت کے مقام کو اپنے لئے پسند کر کے اور اسے بہتر سمجھ کر اس میں داخل ہوتا ہے لیکن اگر ایک طرف اس کے لئے اوپر چڑھنے کا رستہ کھلا ہے تو دوسری طرف اس کے واسطے نیچے گرنے کا بھی دروازہ بند نہیں ہے۔ اور اسی لئے جب انسان گرنے پر آتا ہے تو وہ حیوانی زندگی کے بھی ادنیٰ ترین طبقہ تک جا پہنچتا ہے۔ چنانچہ بہت سے ایسے انسان نظر آئیں گے جن کی زندگی کا مقصد سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہوتا کہ کھائیں اور پئیں اور اپنے نفس کی دوسری ضروریات کو پورا کریں اور جب موت آئے تو مر جائیں۔ یہ ایک بدترین قسم کی حیوانی زندگی ہے۔ مگر بہت سے انسان اس زندگی پہ قانع نظر آتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو کسی دوسرے انسان یا کسی دوسری مخلوق یا کسی دوسری ہستی کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا سوائے اس حد تک کے تعلق کے کہ وہ انہیں اپنے نفس کی ضروریات اور خواہشات کے پورا کرنے میں مدد و معاون بنائیں۔ ان کی تمام زندگی میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ انہوں نے کبھی کسی دوسرے شخص کے لئے کوئی قربانی کی ہو یا کسی دوسرے کے ساتھ خود اس کے

مفاد کی خاطر تعاون سے کام لیا ہو۔ اور قسم دوم یا سوم کی زندگی گزارنے والے انسان تو بہت ہی کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ حتّٰی کہ شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہو کہ دنیا میں ۔۔ یا ۔۔ فی صدی انہیں حیوانی زندگیوں میں اپنی عمر بسر کر کے دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور انہیں کبھی بھی یہ توفیق نہیں ملتی کہ حیوانی دائرہ سے خارج ہو کر انسانیت کے دائرہ میں قدم رکھیں۔ جو شخص زندگی کی پہلی تین قسموں میں محدود رہتے ہوئے اپنے آپ کو انسان سمجھتا ہے وہ سخت غلطی خوردہ ہے۔ وہ کسی صورت میں ایک حیوان سے افضل نہیں سوائے اس کے کہ دل و دماغ کی زیادہ طاقتیں رکھنے کی وجہ سے وہ دوسرے حیوانوں کی نسبت اپنی حیوانیت کو آرام میں رکھنے اور فربہ کرنے کی زیادہ تدبیریں سوچ سکتا ہے۔ اور اس جہت سے اگر ایسے انسان کو حیوانوں سے بھی زیادہ گرا ہوا کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ الغرض انسانیت کا پہلا مرتبہ یہ ہے (اور اس کے نیچے صرف حیوانیت ہی حیوانیت ہے) کہ انسان کی زندگی صرف اس کے نفس کے لئے یا اس کے اہل و عیال کے لئے یا اس کے خاندان اور قبیلہ کے لئے نہ ہو بلکہ اس کی وسیع قوم کے لئے ہو اور وہ اپنی ذاتی ضروریات اور اہل و عیال کی ضروریات اور خاندانی ضروریات کو قومی ضروریات کے مقابل پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہو۔ اور اس کی زندگی کے حرکت و سکون سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ صرف اپنی قوم کی خاطر جی رہا ہے۔ مگر یہ درجہ انسانی زندگی کے سب درجوں میں سے ادنیٰ اور ابتدائی درجہ ہے۔ اور انسانیت کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کو کل مخلوقاتِ عالم کے فائدے کے لئے گزارے۔ یعنے نہ صرف ہر دوسرا [illegible]

انسان اس کی قربانی اور اس کے تعاون سے حصہ پا رہا ہو بلکہ نوعِ انسانی کی حدود سے باہر نکل کر اس کی زندگی دوسری مخلوقاتِ عالم کے لئے بھی برکت و رحمت کا موجب ثابت ہو رہی ہو۔ ایسا انسان ملکیت کے درجہ کو خارج از بحث رکھتے ہوئے اپنی انسانیت میں کامل سمجھا جائیگا اور جوں جوں اس کی قربانی اور اس کا اخلاص اور اس کی خدمت ترقی کرتے جائیں گے اس کا کمال زیادہ روشن ہوتا چلا جائیگا۔

لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے انسانی فطرت میں یہ طاقت ودیعت کی گئی ہے کہ وہ انسانیت کی مادی حدود سے نکل کر ملکیت کے دائرہ میں داخل ہو جائے اس لئے وہ انسان جس کی نظر مخلوقاتِ عالم تک وسیع ہو کر رک جاتی ہے کبھی بھی کامل انسان نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ کامل انسان وہ ہوگا جس کی نظر مخلوقات سے گذر خالقِ ہستی تک پہنچے اور اپنے عبودیت کے مقام کو سمجھتے ہوئے اپنے خالق کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائے اور چونکہ خالق کی خدمت میں مخلوق کی خدمت طبعاً شامل ہے۔ اس لئے ایسے انسان کی زندگی خالق و مخلوق دونوں کے لئے وقف ہوگی اور یہی وہ اعلیٰ اور ارفع مقام ہے جس پر انسانی زندگی کا سلوک ختم ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنے نفس کو بھی زندہ رکھتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی پالتا ہے اور اپنے خاندان کی پرورش میں بھی حصہ لیتا ہے مگر چونکہ وہ سب کچھ خدا کی خاطر کرتا ہے اس لئے اس کی زندگی کا یہ حصہ بھی دراصل حیوانی نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ حقیقتاً ملکیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

یہ وہ مختلف درجے ہیں جن میں انسانی زندگی منقسم پائی جاتی ہے۔ اب ہر شخص خود سوچ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی زندگی کس قسم میں داخل ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں

کہ اکثر لوگ اگر دیانتداری کے ساتھ اس معاملہ میں غور کریں تو ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کی زندگی ایک محض حیوانی زندگی ہے۔ ان کی زندگی کا مقصد اپنی ذات یا اہل و عیال یا خاندان کی ضروریات کے پورا کرنے کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا اور اس دائرہ سے باہر ان کے جتنے تعلقات ہوں گے ان کی بھی اصل غرض و غایت یہی ہوگی کہ وہ اپنی یا اپنے اہل و عیال یا اپنے خاندان کی ترقی اور آرام و آسائش کا سامان مہیا کریں۔ حقیقی معنوں میں انسانی زندگی بسر کرنے والے لوگ دنیا میں تھوڑے ہوتے ہیں تو پھر ان لوگوں کی تعداد تو بہت ہی کم ہے جو ملکی دائرہ میں داخل ہو کر کامل انسان بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت ہی یہ ہے کہ انسان خدا کے لئے زندگی گزارے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی ہم نے دنیا میں انس و جن کو صرف اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ ہمارے عبد بن کر زندگی گذاریں۔ اس جگہ عبادت سے صرف نماز اور روزہ وغیرہ کی معین رسمی عبادت مراد نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ انسان کو اسی غرض سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو خدا کے منشاء کے ماتحت چلائے اور ہر کام میں خواہ وہ دنیا کا ہو یا دین کا اس کے مدنظر خدا کی خوشنودی ہو۔ اور اسی لئے خدا کی خاطر زندگی گزارنے میں حقوق العباد کی ادائیگی بھی شامل ہے کیونکہ جبکہ خدا نے دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کا منشاء ہے کہ ہر چیز اپنے مقررہ حلقہ کے اندر مفید طور پر زندگی بسر کرے تو لازماً اسکے عبد کا بھی یہی فرض ہوگا کہ وہ خدا کے منشاء کو پورا کرتے ہوئے خالق کی خدمت کے ساتھ ساتھ مخلوق کی خدمت کو بھی اپنا نصب العین بنائے۔

پس اے ہمارے عزیز بچو! آپ کو چاہیئے کہ آپ اپنی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور ہمیشہ کرتے رہیں۔ اور اس بات کو دیکھتے رہیں کہ آپ کس قسم کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں کہ آپ کی زندگی صرف کھانے پینے اور اپنے نفس کی ضروریات پوری کرنے تک محدود ہے یا یہ کہ آپ کی زندگی کی غرض و غایت اپنے رشتہ داروں اور خاندان سے باہر نہیں جاتی۔ اور آپ کے سارے کام اسی نیت کے ماتحت ہیں کہ ان سے آپ کی ذات کو یا آپ کے رشتہ داروں کو یا خاندان کو یا دوستوں کو (کیونکہ دوست بھی دراصل رشتہ داروں کے حکم میں ہیں) کوئی فائدہ پہنچ جائے۔ اور آپ کی تعلیم بھی اسی غرض سے ہے کہ آپ مندرجہ بالا دائرہ کی ضروریات کو زیادہ بہتر صورت میں مہیا کر سکیں تو پھر آپ یقین کریں کہ آپ کی زندگی دراصل ایک حیوانی قسم کی زندگی ہے اور جس قدر جلد آپ اس زندگی کی لعنت سے نکل سکیں اتنا ہی کم ہے۔

کم سے کم مقصد جو آپ کو ابتداء میں اپنے سامنے رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ آپ انسانی زندگی کے دائرہ میں داخل ہو جائیں اور یہ نیت کر لیں کہ آپ کی زندگی صرف آپ کے نفس یا آپ کے خاندان کے لئے نہیں ہے بلکہ اپنی قوم اور جماعت کے لئے ہے۔ اور جو کام بھی آپ کریں اس میں قوم اور جماعت کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔ یہ وہ ادنیٰ ترین مقام ہے جس سے آپ انسان کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے انسان کی پیدائش کی غرض و غایت اس سے بھی بہت بلند ہے۔

پس آپ لوگوں کی صرف یہ کوشش نہیں ہونی چاہیئے کہ تم

[illegible]

۹ حیوانیت کے مقام میں گرنے سے بچ جائیں کیونکہ [illegible]

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

تُم

اس دل نواز نظم میں حضرت میر صاحبؓ محبوبِ ازلی کی ذاتِ والا صفات سے مخاطب ہیں۔ جمالِ سرمدی اور عشقِ حقیقی کی لطیف کیفیات اس نظم سے ہویدا ہیں ——— (ادارہ)

مُرادِ دردِ دل تم ہو۔ ہمارے دلرُبا تم ہو
تمہارا مدّعا ہم ہیں۔ ہمارے مدّعا تم ہو

مری خوشبو۔ مرا نغمہ۔ میرے دل کی غذا تم ہو
مری لذّت۔ مری راحت مری جنّت نِہاں تم ہو

مرے دلبر مرے دلدار۔ گنجِ بے بہا تم ہو
صنم تو سب یہی ناقص ہیں، فقط کامل خدا تم ہو

مرے ہر درد کی۔ دُکھ کی مصیبت کی دَوا تم ہو
رَجا تم ہو۔ تمنّا تم ہو۔ شفا تم ہو۔ رضا تم ہو

جفائیں ہوں۔ وفا تم ہو دعائیں ہوں۔ عطا تم ہو
طلب میں بھی، بِھلا، سخا تم ہو، غرض میرے پیا تم ہو

مرا دن تم سے جگمگ ہے مری شب تم سے چھم چھم ہے
میرے شمس الضحیٰ تم ہو میرے بدرالدّجیٰ تم ہو

سجھائی کچھ نہیں دیتا۔ تمہارا گر نہ ہو جلوہ
کہ دل کی روشنی تم ہو، اور آنکھوں کی ضیا تم ہو

"ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی"
وہ علّام الغیوب اور واقفِ سِرّ و خفا تم ہو

کہاں جائیں۔ کدھر دوڑیں۔ کسے پوچھیں۔ کہاں پہنچیں
بھٹکتوں کو سنبھالو۔ ہادئ راہِ ہُدایٰ تم ہو

تمہی مخفی ہو ہر شے میں۔ تمہی ظاہر ہو ہر شے میں
ازل کی ابتدا تم ہو۔ اَبد کی انتہا تم ہو

اَلَستُ بِرَبِّکُم آدم میں کیا تھا جس کو وہ میں تھا
سُنا قولِ بلیٰ جس نے وہ میرے رَبّنا تم ہو

تباہی سے بچا کر گود میں اپنی مجھے لے لو
کہ فانی ہے یہ سب دنیا، بس اک رُوحِ بقا تم ہو

مَیں شاکر گر ہوں نعمت کا۔ تو صابر بھی مصیبت پر
کہ اُلفت کی جزا تم ہو۔ محبت کی سزا تم ہو

ہر اک خوبی مری فیضِ خداوندی کا پرتو ہے
خِرد۔ حکمت۔ بصیرت۔ معرفت۔ ذہنِ رسا تم ہو

"مرا ہر جا کہ مے بینم۔ رُخِ جاناں نظر آید"
حیاتِ خلق۔ نورِ روح۔ عالم کی ضیا تم ہو

خدام الاحمدیہ کے لئے ضروری نصائح

(از محترم جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ)

یہ پُر مغز اور قیمتی مقالہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے مؤرخہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۶۳ء کو خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے بائیسویں سالانہ اجتماع کے موقع پر تلقین عمل کے پروگرام میں بنفسِ نفیس پڑھ کر سنایا۔ یہ نہایت درجہ قیمتی اور مفید نصائح جو زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ پر مشتمل ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے لئے ایک مستقل لائحہ عمل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنی چاہئیں۔ ادارہ خالد محترم صاحبزادہ صاحب کا بے حد ممنون ہے جنہوں نے ازراہ شفقت یہ مقالہ خالد کو اشاعت کے لئے مرحمت فرمایا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ادارہ)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص اغراض و مقاصد کے لئے جماعت میں مجلس خدام الاحمدیہ کا اجراء فرمایا تھا۔ اور خود اس مجلس کا لائحہ عمل تجویز فرما کر اس معیّن اور محدود دائرہ میں خدام کو آزادانہ جدوجہد کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اور خدام کے لئے ان راہوں کی نشان دہی خود کی تھی۔ جن پر انہیں چلنا تھا۔ اور انہیں تاکید فرمائی تھی کہ "کوئی نیا پروگرام بنانا تمہارے لئے جائز نہیں"[1]

پس آپ کا پروگرام وہی ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے اور آپ کا فرض ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات ہر وقت سامنے رکھیں۔ اور ان کی روشنی میں اور ان کے مطابق مقررہ دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنے پروگرام بنائیں۔ حضور کی علالت کے دنوں میں آپ کی یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ کوئی وفا شعار خادم کوئی با ادب اور فرمانبردار بچہ عارضی جدائی کے ایام میں جو بوجہ سفر یا بیماری ہو اپنے آقا اور روحانی باپ کے ارشادات کو نظر انداز نہیں کیا کرتا۔ اور آج میں آپ بھائیوں کو جن کا صدر میں ایک لمبا عرصہ تک رہ چکا ہوں۔ آپ کی اسی بنیادی ذمہ داری کی طرف توجہ دلانا اپنا اوّلین فرض سمجھتا ہوں۔ تا ایسا نہ ہو کہ دنیا آپ کو اپنے آقا کا بے وفا خادم یا اپنے روحانی باپ کی ناخلف اولاد سمجھے۔ پس یاد رکھیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک فعّال جماعت ایک فدائی جماعت۔ ایک ایثار اور قربانی کرنے والی جماعت دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو یہ نہ سمجھتی ہو کہ زبان کے رس میں ہی ساری کامیابی ہے کیونکہ اصل چیز

---

[1] الفضل ۱۰ر اپریل ۱۹۳۸ء

باتیں کرنا نہیں بلکہ کام کرنا ہے"[۱]

پس اپنے دلوں میں سے ہر قسم کی نمود کا خیال مٹا کر محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور فخر و مباہات کے خیالات سے پاک ہو کر خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو جذب کرو اور دنیا کے لئے ایک نیک مثال قائم کرو اور آپ میں سے ہر ایک یہی خیال کرے کہ میں ہی احمدیت کا ستون ہوں۔ اگر میں ذرا بھی ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے تو جماعتی نظام اور امام ہمام کے ارشادات کی چھت کو نقصان پہنچے گا۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو کہ ایمان انسان کی جوانی کو بڑھاتا اور حوصلوں کو بلند کرتا ہے۔ پس مایوسی کے خیالات اپنے دل میں نہ آنے دو اور اپنے حوصلے کو بلند رکھو۔ اور یہ عزم اور ارادہ لے کر کھڑے ہو کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنا اور اندھیرے میں بھٹکتی ہوئی دنیا کو اس قادر و توانا کی معرفت سے مالا مال کرنا ہے۔ اسلام کا کامل نمونہ بن کر حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ پھر تمہیں ذاتی نصرت بھی حاصل ہو گی اور قومی بھی۔ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس وقت ایک ذہنی آزادی عطا کی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم میں سے ہر شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی خواہ ہم اس وقت زندہ رہیں یا نہ رہیں لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہو گی بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔" اگر ہم اس خیال کو جماعت کے افراد کے ذہنوں میں پوری طور پر زندہ رکھیں اور اسے مضبوط کرتے چلے جائیں تو ایک منٹ کے لئے بھی ہماری جماعت کے نوجوانوں کے دلوں میں غلامی کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا۔"

یاد رکھو کہ "جب کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ اپنے قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لئے جان دے دینا وہ بالکل آسان سمجھنے لگیں۔ اس وقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی۔"[۱]

پس خدام الاحمدیہ کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے ممبروں میں قومی اور ملی روح پیدا کریں۔ پس "اپنی زندگی میں جنت کی کیفیات پیدا کرو اور باہم تعاون کے ساتھ رہو ...... جماعتی نظام کو نمایاں کرو۔ اور شخصی وجود کو اس کے تابع رکھو۔" اور ہمیشہ اس اصول پر کاربند ہو کہ "جہاں میری ذات کا مفاد میری قوم کے مفاد سے ٹکرائے وہاں قومی مفاد کو مقدم کروں گا۔ اور اپنی ذات کو نظر انداز کر دوں گا۔"[۲]

"ایسا پروگرام بناؤ کہ جماعت کے نوجوان اسلامی تعلیم سے زیادہ سے زیادہ واقفیت پیدا کریں دینی و دنیوی علوم کو عام کیا جائے اور کوشش کی جائے

۱؎ الفضل ۱۱ر اپریل ۱۹۳۸ء۔

۱؎ الفضل ۱۳ر اپریل ۱۹۳۸ء۔ ۲؎ الفضل ۱۷ر فروری ۱۹۳۹ء

کہ کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا لکھا نہ ہو۔ اس سے ذہن صیقل ہوں گے اور اخلاق بلند۔ پس قرآن کریم باترجمہ پڑھنے پڑھانے کا انتظام کرو اور قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنا اپنے پروگرام کا خاص حصہ بناؤ۔"[1]

یہ بھی یاد رکھو کہ "علم گدھوں کی طرح کتابیں لاد دینے سے نہیں آجاتا۔ آوارگی کو دُور کرنے سے علم بڑھتا ہے، اور ذہن میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔"[2]

پس آپ کا فرض ہے کہ خدام، اطفال سے آوارگی کو دُور کریں۔ اور اپنے رہن سہن میں وقار کو قائم کریں اور شرم اور حیا سے اپنی زندگیاں گذاریں۔ کوئی احمدی خادم یا طفل گلیوں میں مارا مارا نہ پھرے، گالیاں نہ دے۔ اور ایک دوسرے کی گردن میں باہیں اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالے نہ دیکھا جائے۔ کہ یہ سب باتیں وقار اور اسلامی آداب کے خلاف ہیں۔

ورزش بے شک کرو کہ "ورزش انسان کے کاموں کا حصہ ہے۔ ہاں گلیوں میں بے کار پھرنا۔ بے کار بیٹھے باتیں کرنا اور بحثیں کرنا آوارگی ہے اور اس کا انسداد خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔"

یہ بھی نہ بھولو کہ "نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں"[3] "نماز اور باجماعت نماز اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں میں سے ایک خاص فضل ہے۔"[4]

پس نمازوں کو ان کی شرائط کے ساتھ ادا کرو اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو۔" سچائی کو اپنا معیار قرار دو"[1] کہ "سچ کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے۔"[2]

اور دیانت کو اپنا شعار بناؤ کہ "بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے وہ سچ اور دیانت ہیں ...... جس قوم میں سچ پیدا ہو جائے اور جس قوم میں دیانت آجائے وہ قوم نہ کبھی ذلیل ہو سکتی ہے اور نہ کبھی غلام بنائی جا سکتی ہے۔ سچائی اور دیانت دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو ذلیل بناتا اور ان دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔"

پس نوجوانوں میں قومی دیانت۔ تجارتی دیانت اور اخلاقی دیانت پیدا کرو کہ "جس قوم میں قومی دیانت بھی ہو تجارتی دیانت بھی ہو اور اخلاقی دیانت بھی ہو وہ قوم تو ایک پہاڑ ہوتی ہے ...... اور وہ دنیا کے لئے ایک تعویذ ہو جاتی ہے۔"[3]

اگر سچ اور صداقت اپنی وسعتوں کے ساتھ تمہیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ اگر دیانت اپنی سب اقسام میں تمہارے وجودوں میں اپنے کمال کو پہنچ جائے تو تم میں غدار کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔ اور تمہارا ہر فرد موت کو غداری پر ترجیح دے گا۔

اپنے ذہنوں کو جِلا دو۔ اور اپنی ذہانتوں کو تیز کرو اور واقعات کی دنیا میں قیاسات سے کام لینا چھوڑ دو کہ یہ ایک ایسا مرض ہے جس کے نتیجہ میں افراد کا ذہنی

---

۱ الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء : ۲ الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء
۳ الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء : ۴ الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۱ء

۱ الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء : ۲ الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۹ء
۳ الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء

ارتقاء مارا جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ سچا ایمان اور سچا اخلاص کامل توجہ اور فراست و ذہانت پیدا کرتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے نوجوانوں کو ذہین بننا
چاہیئے۔ اور ان کی نظر وسیع ہونی چاہیئے
وہ جب بھی کوئی کام کریں انہیں چاہیئے
کہ وہ اس کے سارے پہلوؤں کو سوچ
لیں اور کوئی بات بھی ایسی نہ رہے کہ جس
کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی ہو۔ یہی
نقص ہے جس کی وجہ سے میں نے دیکھا
ہے کہ روحانیت میں بھی ہمارے آدمی
بعض دفعہ فیل ہو جاتے ہیں . . . . . .
حقیقی دین تو ایک مکمل عمارت کا نام ہے
مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ تم مکمل عمارت
کا فائدہ صرف ایک دیوار سے حاصل کرنا
چاہتے ہو" [۱]

سچ یہ ہے کہ وسعت نظر اور ذہن رسا حقیقی نظم و ضبط اور کامل اطاعت پیدا کرتا ہے۔ اور ذہین اور وسیع النظر نوجوان ہی تنظیم کے سب مطالبوں کو پورا کر سکتا ہے۔

یہ بھی نہ بھولو کہ "محبت بے شک پہلی چیز ہے جو ذہانت پیدا کرتی ہے . . . . . مگر دوسرا حصہ ذہانت کا سزا سے مکمل ہوتا ہے" [۲]

پس اپنے فرائض کو تندہی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دو اور اگر کبھی کوئی کوتاہی یا خطا ہو جائے۔ تو بشاشت کے ساتھ سزا اور ذریعہ اصلاح کو قبول کرو۔ کیونکہ ہمارے امام کا فرمان ہے اور یہی سچ ہے کہ "سزا بنی نوع انسان کے لئے ایک رحمت کا خزانہ ہے" [۱]

وقار عمل کو اپنا طرۂ امتیاز بناؤ۔ اور ہاتھ سے کام کرنے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھو۔ کسی کام کو ذلیل نہ سمجھو۔ ایک پروگرام کے ماتحت سڑکوں پر بھرتی ڈال کر انہیں ہموار کرو۔ اور محلہ کے گڑھوں کو پُر کرو۔ چاہیئے کہ ہماری گلیاں ظاہری گندگی سے بھی پاک ہوں۔ اور ہمارے محلوں میں کوئی گڑھا نظر نہ آئے۔ تاکہ روحانی بیماریوں کے ساتھ ساتھ ہم جسمانی بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں۔ دنیا بعض کاموں کو بُرا اور معیوب سمجھتی ہے۔ تم کسی جائز کام کے متعلق یہ نہ سمجھو کہ وہ بُرا ہے۔ کیونکہ "کام کرنے کی عادت ڈالنا ہی نہایت اہم چیز ہے۔ اور اسے جماعت کے اندر پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ تا جو لوگ سُست ہیں وہ بھی چُست ہو جائیں۔ اور ایسا تو کوئی بھی نہ رہے جو کام کرنے کو عیب سمجھتا ہو۔ جب تک ہم یہ احساس نہ مٹا دیں کہ بعض کام ذلیل ہیں۔ اور ان کو کرنا ہتک ہے۔ یا یہ ہاتھ سے کما کر کھانا ذلت ہے۔ اس وقت تک ہم دنیا سے غلامی کو نہیں مٹا سکتے" [۲]

پس چاہیئے کہ جس طرح تمہارے دل ہر ناپاکی سے منزّہ ہوں۔ اسی طرح تمہارا ماحول بھی ہر گندگی اور نجس سے پاک ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ "وہ لوگ جو خدمت خلق کو اپنا

۱۔ الفضل ۱۲ر مارچ ۱۹۳۹ء ؛ ۲۔ الفضل ۱۵ر مارچ ۱۹۳۹ء

۱۔ الفضل ۱۲ر مارچ ۱۹۳۹ء ؛ ۲۔ الفضل ۱۷ر مارچ ۱۹۳۹ء

مفقود قرار دیتے ہیں۔ وہی ہر قسم کی عزت کے مستحق ہیں"[1]

پس "غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بے کسوں کی۔ تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی کتنے بلند ہوتے ہیں۔"[2]

پس اپنے فوائد کو بھلا کر دوسروں کو نفع پہنچانا اپنا منتہا قرار دو۔ تا اس رنگ میں بھی مظہر خدا بن جاؤ۔ یہ خیال رہے کہ تمہارے جسموں کے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں۔ پس اپنی صحت کا خیال رکھو۔ اور ایسی کھیلیں کھیلو جو نہ صرف جسمانی قوتوں کو بلکہ ذہنی قوتوں کو بھی فائدہ پہنچانے والی ہوں۔ اور آئندہ زندگی میں بھی کام آئیں۔ اور متوازن غذا کا خاص طور پر خیال رکھو۔ تا تمہارے جسم میں چستی اور پھرتی پیدا ہو۔ تمہارے اعضاء درست رہیں۔ اور تمہاری ہمتیں بلند ہوں تا تمہارے کندھے ان ذمہ داریوں کو استقلال اور مداومت کے ساتھ اٹھا سکیں جو ذمہ داریاں تمہارے پیارے اور محبوب امام نے تم پر جو خدام الاحمدیہ ہو ڈالی ہیں یہ اگر تم یہ کام کرو تو گو یا دنیا میں تمہارا نام کوئی جانے یا نہ جانے ..... مگر خدا تمہارا نام جانے گا۔ اور جس کا نام خدا جانتا ہو۔ اس سے زیادہ مبارک اور خوش قسمت اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"[3]

آپ کو ایک لحظہ کے لئے بھی یہ حقیقت نہیں بھلانی چاہئیے کہ آپ کا قیام اس لئے کیا گیا ہے کہ جماعت کو مضبوطی اور ترقی حاصل ہو۔ اگر آپ کے کسی کام یا حرکت کی وجہ سے جماعت میں تفرقہ اور شقاق پیدا ہو۔ تو آپ سے زیادہ کوئی شقی اور بدبخت تر ہوگا۔

ہمارے پیارے امام بڑے ہی درد کے ساتھ ہمیں نصیحت فرماتے ہیں کہ:۔

"پس خدام الاحمدیہ کو اور انصار اللہ دونوں کو میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ انہیں اپنے آپ کو تفرقہ اور شقاق کا موجب نہیں بنانا چاہئیے۔ اگر کسی حصہ میں شقاق پیدا ہوا تو خدا تعالیٰ کے سامنے تو وہ جوابدہ ہوں گے ہی۔ میرے سامنے بھی وہ جوابدہ ہوں گے۔ یا جو بھی امام ہوگا اس کے سامنے انہیں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ ہم نے یہ مواقع ثواب حاصل کرنے کے لئے مہیا کئے ہیں۔ اس لئے مہیا نہیں کئے کہ جو طاقت پہلے سے حاصل ہے اس کو بھی ضائع کر دیا جائے۔"[1]

میں اس بات کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ آپ احمدی پہلے ہیں اور خدام الاحمدیہ بعد میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک احمدی کو جو دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں وہ احمدی بننا چاہئیے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی

---

[1] الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء [2] الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۳۸ء
[3] الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء

---

[1] الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۴۵ء

اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ
تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت
اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔
وہ پانچ وقت نماز باجماعت کے پابند
ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان
سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری
کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور
ظلم اور فساد اور فتنے کا خیال بھی دل
میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی
اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام
نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے
مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک
دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے
ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے
وجود میں نہ رہے ...... اور تمام
انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو
اور خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور اپنی
زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے
دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور
فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچائیں
اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے
قائم رکھیں۔ اور ظلم اور تعدی اور غبن
اور رشوت اور اتلافِ حقوق اور بیجا
طرفداری سے باز رہیں اور کسی
بدصحبت میں نہ بیٹھیں ۔" ؎

؎ اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء

"چاہیئے کہ تمہارے دل فریب
سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری
اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں
اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی
خلائق کے اور کچھ نہ ہو" ؎۱

"خدا غنی بے نیاز ہے۔ اس
سے ڈرو اور اس کا فضل پانے کے لئے
اپنے صدق کو دکھلاؤ۔ خدا تمہارے
ساتھ ہو" ؎۲

"دوستو اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ
کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت
مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس
دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقویٰ
کے اور کوئی کشتی نہیں۔ مومن خوف
کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے۔ کہ بغیر
اس کے کوئی امن نہیں۔ اب دکھ اٹھا
کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ
آپ دو۔ اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی
آپ ادا کرو۔ اور تقویٰ کی راہ میں پورے
زور سے کام لے کر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ
کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے۔ کہ رونے
والوں پر اس کا غضب تھم جاتا ہے۔ مگر
وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔ نہ مُردوں
کی لاشوں کو دیکھ کر" ؎۳

؎۱ اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء ؎۲ اشتہار ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء
؎۳ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۳ ۔

"اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم وکریم خوش ہو جائے۔ اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی کی جگہ بنا دو۔ اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو۔ بے حیائیوں اور بخلوں اور بد زبانیوں سے پرہیز کرو۔ اور قبل اس کے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجب بدبخت وہ لوگ ہیں ...... کہ جو مذہب صرف اس بات کا نام رکھتے ہیں۔ کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارومدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو ...... تقویٰ سے پورا حصہ لو۔ اور خداترسی کا کامل وزن اختیار کرو اور دعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم ہو ...... دنیا کے لئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں۔ مگر دنیا نہیں سمجھتی لیکن کسی دن سمجھے گی۔" ؎۱

؎۱ ۔ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۴۲۔

کسبِ کمال کُن کہ عزیزِ جہاں شوی

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ہمارے نوجوان اگر اعلیٰ قابلیتیں پیدا کر لیں تو دنیا کے اعداد و شمار ہمارے راستے میں روک نہیں بن سکتے کیونکہ جب لوگ یہ دیکھیں گے کہ دنیا کا سب سے بڑا سائنسدان بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا محقق بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا مولوی بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا انجینئر بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا ڈاکٹر بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا بیرسٹر بھی احمدی ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا صنّاع بھی احمدی ہے تو وہ احمدیت کی طرف توجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے اس چیز کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ چوٹی کا آدمی بنے۔ فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ

کسبِ کمال کُن کہ عزیزِ جہاں شوی

اگر ہمارے نوجوان ہر فن میں کمال پیدا کریں تو ترقی کرنا بہت آسان ہو جائے کیونکہ ایسی صورت میں ہمارا مبلغ جہاں بھی تبلیغ کر رہا ہوگا وہاں یہ بات اسکی مدد کر رہی ہوگی کہ یہ اس قوم کا مبلغ ہے جس میں ایسے ایسے اعلیٰ پایہ کے انسان پائے جاتے ہیں۔ پس ہمارے نوجوانوں کو زندگیاں سدھارنے کی کوشش کرنی چاہئیے اور اپنی نگاہوں کو اونچا کرنا چاہئیے اور یہ عزم کر لینا چاہئیے کہ میں نے فلاں فن میں چوٹی کا آدمی بننا ہے اور اس کوشش میں فنا ہو جانا ہے۔"

(الفضل ۱۸ر ستمبر ۱۹۶۰ء ص ۴)

دُعاء

(محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سجدے میں پڑا ہوں تو مری بات بنا دے
عرفان عطا کر دے مجھے اذنِ لقا دے

مَیں تجھ سے ترے پیار کا طالب ہوں خدایا
تو شوقِ لقا بخش مجھے جوشِ وفا دے

دِل غیر سے خالی ہو نظر تیری طرف ہو!
توحیدِ حقیقی کا سبق مجھ کو پڑھا دے

ہر ذرّہ مرے جسم کا قربان ہو تجھ پر
ایسا مجھے مستِ مئے توحید بنا دے

یارب وہ حجابات جو حائل ہیں اُٹھا دے
پیاسا ہوں ترا۔ شربتِ دیدار پلا دے

احمدؑ کی جماعت کے جوانو یہ دُعا ہے
نیکی کی وہ توفیق تمہیں میرا خدا دے

وہ عزم وہ قوّت وہ شجاعت وہ حیا دے
وہ جوشش وہ جرأت وہ ارادت وہ صفا دے

وہ ہمّت و اخلاص وہ ایثار و سخا دے
وہ علم دے وہ حلم دے وہ زہد و غنا دے

جو اور کسی کو نہ سزا وار ہوں ہرگز!
سارے وہ کمالات تمہیں ربِّ وری دے

چہروں پہ تمہارے وہ کرے نُور کی بارش
پائندہ رہے نام تمہارا وہ بقا دے

تم شاہدِ کامل کے بنو عاشقِ کامل
اللہ تمہیں راہِ محبت میں وفا دے

دنیا پہ نہ گرنا کہ یہ مردار ہے کم بخت
عقبیٰ کی کرو فکر یہ توفیق خدا دے

تکلیف سے گھبراؤ نہ تم راہِ وفا میں
اللہ تمہیں جذبۂ تسلیم و رضا دے

ظلمت سے وہ آزاد کرے روح تمہاری
اللہ تمہیں پاک کرے علم و ہُدیٰ دے

بات میں ہر خیر میں یکتائے زمانہ
وہ اپنے محمدؐ کے غلاموں کو بنا دے

ہر درد سے ہر دُکھ سے بچائے تمہیں ہر آن
وارث تمہیں وہ سدرۂ و طوبیٰ کا بنا دے

یارب تری رحمت کے طلبگار ہیں بندے
لختِ جگرِ حضرتِ احمدؑ کو شفا دے

ارشاداتِ عالیہ

احباب کے خطوط کے جواب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بعض تازہ ارشادات قارئینِ خالد کے افادہ کے لئے پیش ہیں۔ (خاکسار عبدالرحمٰن انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ایک دوست نے تحریر فرمایا کہ۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اپنے پلوٹھے بیٹے کو ذبح کر کے اس کے ہر عضو کو علیحدہ علیحدہ کر کے کاٹ رہا ہوں۔ بچہ اخیر تک زندہ رہا ہے مگر اس خواب کی وجہ سے پریشان ہوں۔ تعبیر کی درخواست ہے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ ذبح کی تعبیر تو خدا کے لئے وقف ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی تو اپنے پلوٹھے بیٹے کو وقف کیا تھا لڑکے کو وقف کر دیں خواب پوری ہو جائے گی۔

ایک دوست نے لکھا کہ وہ احمدی ہو گئے ہیں۔ وہ تین کام جانتے ہیں۔ لوہار، بڑھئی، حکمت۔ حضور مشورہ عطا فرمائیں کہ کونسا کام کروں تاکہ خوشحالی نصیب ہو۔ حضور نے فرمایا۔ دیانتداری اور محنت سے جو کام کیا جائے اللہ تعالیٰ اسی میں برکت ڈالتا ہے۔ حکمت کا کام تو دوسرے کاموں کے ساتھ بھی کیا جا سکتا ہے۔

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ حضور نے دن کے دس بجے جمعہ پڑھایا ہے۔ انہوں نے جواب دیکر ہی حیرت کا اظہار حضور سے کیا۔ حضور خاموش رہے۔ پھر حضور نے ان کو عربی زبان میں کوئی دعا سکھلائی جسے وہ بھول گئے۔ انہوں نے اس خواب کے پیشِ نظر حضور سے درخواست کی کہ حضور کوئی دعا یا نصیحت ان کو بتلائیں۔ حضور نے فرمایا۔ درود شریف سب سے بڑھ کر دعا ہے۔

ایک شخص نے لکھا کہ مجھ پر احمدیت کی صداقت کھل چکی ہے۔ والدین زندہ ہیں۔ خود شادی شدہ ہوں والد احمدیت کے سخت مخالف ہیں۔ اسلئے ڈرتا ہوں کہ میرے احمدیت اختیار کرنے پر وہ مجھ سے بیزار ہو جائیں گے۔ حضور مشورہ عطا فرمائیں میں کیا کروں۔ حضور نے فرمایا اگر واقعی آپ پر احمدیت کی صداقت کھل چکی ہے تو پھر اس کے قبول کرنے میں اگر مخالفت بھی ہو تو پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔

مغربی افریقہ سے ایک احمدی دوست نے حضور سے درخواست کی کہ حضور ان کو کسی نصیحت سے نوازیں۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یہ سب سے بڑا نصیحت ہے۔

ایک احمدی دوست نے خواب میں دیکھا کہ وہ پیشاب کرنے لگے ہیں کہ پیشاب کی بجائے خون آرہا ہے۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا کہ بہر حال اندر سے کسی قسم کی گندگی نکلی ہے جو اچھے انجام پر دلالت کرتی ہے۔

ایک مخلص نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا کہ طبیعت چاہتی ہے کہ ربوہ پہنچ کر ہمیشہ کے لئے سلسلہ کی خاطر خدمت سر انجام دوں اور سلسلہ کے لئے زندگی بھی وقف کر دوں۔ حضور نے فرمایا کہ خدمتِ دین جہاں بھی رہیں رہ کر کر سکتے ہیں۔

ایک احمدی دوست نے خواب میں دیکھا کہ ایران کے بادشاہ نے ان کی پگڑی کو اپنے سر پر باندھ کر نماز پڑھائی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ایران میں ان شاء اللہ احمدیت پھیلے گی۔

ایک دوست کی خواب کی تعبیر کے ضمن میں حضور نے فرمایا۔ گوشت خواب میں دیکھنا غم پر دلالت کرتا ہے۔

ایک علم دوست نے علم پامسٹری کی طرف رغبت کا ذکر کرتے ہوئے حضور سے مشورہ کے لئے درخواست کی تو حضور نے فرمایا "ہر علم سیکھنا جائز ہے اگر اس کا استعمال غلط نہ ہو۔"

[illegible] نبجا کے ایک دوست نے لکھا کہ میری عمر ۱۲ [illegible] کی تھی جبکہ میرے والد فوت ہوئے۔ سُنا ہے کہ وہ بدروح کی عبادت کیا کرتے تھے (میرا تو اس امر پہ عقیدہ نہیں ہے) اب میرا بھائی بیمار ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تمہارے بھائی کو وہ بدروحیں تنگ کرتی ہیں۔ جن کی تمہارے والد پرستش کرتے تھے لیکن تم نہیں کرتے۔ اگر اس امر میں کچھ حقیقت ہو تو بدروحوں سے بچنے کیلئے میرے لئے اور میرے بھائی کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ میں نے اپنے بھائی کو تسلی دلائی ہے کہ حضور کی دعا سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ اس عقیدہ میں کوئی حقیقت نہیں۔

مغربی افریقہ کے ایک دوست نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ ان کو رات کو دہشتناک خواب آتے ہیں حضور کوئی علاج بتائیں۔ حضور نے فرمایا رات کو سوتے وقت (قل ھو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) تینوں قل اور آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کر کے سویا کریں۔

ضروری گزارش!

۱۔ مینیجر رسالہ خالد سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا پورا پتہ صاف اور خوشخط لکھئے۔ نیز اپنا نمبر خریداری بھی لکھئے!

۲۔ خالد کی تاریخ اشاعت ہر ماہ کی یکم ہے۔ اگر کسی خریدار کو پرچہ بروقت نہ ملے تو ۱۰ تاریخ تک اطلاع ملنے پر پرچہ دوبارہ بھیجا جاسکتا ہے۔

قادیان کے تازہ حالات

(محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور۔ ربوہ)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ایک لمبے عرصہ کے بعد گذشتہ سال بھی اور اس سال بھی (اوائل نومبر میں) ایک ہفتہ قادیان کی پرسکون اور خاموش فضا میں گذرنے کا موقعہ ملا۔ اس بستی کا جائے وقوع ایسا ہے کہ جہاں رات کو موٹروں اور ریل گاڑیوں وغیرہ کی آمد و رفت سکون میں خلل نہیں ڈالتی اور جب درویشان عشاء کی نماز کے بعد (جو وہاں ۷½ بجے ہوتی تھی) جلدی سو جاتے ہیں اور بازار بھی حکومت کی پابندیوں کی وجہ سے جلد بند ہو جاتے ہیں۔ تو رات کا پہلا حصہ نہایت پرسکون ہو جاتا ہے تاکہ صبح تہجد کے لئے اٹھنے والوں کی نیند کا ضروری حصہ پورا ہو جاوے اور وہ تین بجے چاک و چوبند ہو کر عبادت الٰہی کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ الدار کے علاقہ میں خصوصاً مکرم سید محمد شریف صاحب سیالکوٹی کی سوٹی کی آواز اور پرسوز اشعار جو بے ساختہ ان کی زبان سے سریلی آواز میں ادا ہوتے ہیں۔ وہ ایک عجیب سماں پیدا کرتے ہیں۔ اب امرتسر سے بٹالہ اور پھر قادیان کے لئے۔ بلکہ ہرچووال تک کے لئے باقاعدہ بس سروس ہے۔ چونکہ اب بٹالے سے ہرچووال تک سڑک پختہ بن گئی ہے۔ بلکہ ڈلہ کے موڑ کے پاس سے اس میں سے پختہ سڑک قادیان جاکر ریتی چھلہ کا چکر کاٹ کر مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی کوٹھی کے پاس سے گذرتی ہوئی۔ ننگل کے پاس سے ہوتی ہوئی پھر بٹالہ سے سیدھی ہرچووال جانے والی سڑک میں مل جاتی ہے۔ چونکہ اب قادیان کی اراضی کو نہر کا پانی لگتا ہے اس لئے ماش اور تلوں کی بجائے چاولوں کی کاشت پرزور ہے۔ اور قادیان میں چاولوں کی منڈی ہے۔ حتیٰ کہ جو اراضی بہشتی مقبرہ کے حلقہ میں خالی ہے اس میں بھی چاولوں کی کاشت ہوتی ہے۔

منارۃ المسیح پر باقاعدہ پنجوقتہ اذان ہوتی ہے جو دور تک سنائی دیتی ہے اور بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ڈھاب میں مچھلیوں کی بہتات ہے کیونکہ اب تو نہر کے قریب آجانے کی وجہ سے پانی ڈھاب کے کسی حصہ میں سوکھتا ہی نہیں۔ اور کمیٹی کو مچھلی کے شکار کے ٹھیکہ سے ایک ہزار روپے سے زیادہ کی آمد ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ڈھاب کے طفیل درویشوں کو بطخوں کے ذریعہ من و سلویٰ کا رزق عطا فرمایا ہے۔ جو کائی کھا کر پلتی ہیں۔ سارا دن ڈھاب میں تیرتی رہتی ہیں اور شام کے قریب خود ہی اپنے اپنے گھروں کو چل دیتی ہیں۔

اب درویش بفضلہ تعالیٰ سائیکلوں پر اور پیدل دور دور جاکر کام کرتے ہیں۔ بعض قادیان سے

دور مقامات پر باغوں کا ٹھیکہ بھی لے لیتے ہیں۔ اور محنت اور کوشش سے رزق طیب کا سامان کرتے ہیں۔ قادیان میں مدرسہ احمدیہ کی نئی عمارت اعلیٰ پیمانہ پر تیار کی گئی ہے اس میں بجلی کی فٹنگ بھی ہے۔ احمدیہ گرلز سکول بھی ہے جس میں غیر مسلموں کی بچیاں بھی تعلیم پاتی ہیں۔

اتوار کو بھارت میں ڈاک خانہ کی مکمل تعطیل ہوتی ہے۔ عام ڈاک بھی نہ وصول کی جاتی ہے نہ باہر بھجوائی جاتی ہے۔ اور سب دکانیں حکماً بند ہوتی ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس دن درویشی وقار عمل کا پروگرام رکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ اس دفعہ مجھے بھی ۸ تا ۱۲ بجے تک وقار عمل میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ وقار عمل بہشتی مقبرہ میں کیا گیا جس کے پروگرام میں میدان کو صاف کرنا۔ سڑکوں کو درست کرنا قبروں الدان کے اردگرد اُگے ہوئے گھاس کو کھودنا تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک خاکسار کو احاطہ خاص میں کام کا موقعہ ملا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ قادیان کے مقامات میں سے بہشتی مقبرہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص کشش بخشی ہے۔ اور درویشوں کی بھی اس طرف خاص توجہ ہے۔ اس کے اردگرد پختہ اینٹوں سے تقریباً ۹½ فٹ اونچی چاردیواری ہے جس کے اوپر شیشے لگے ہوئے ہیں۔ جو ڈھاب کو علیحدہ کرتی ہوئی آموں کے بڑے باغ کو اپنے اندر لیتی ہوئی۔ ایک طرف کاہلواں کو جانے والے راستے تک ہے اور دوسری جانب ننگل کو جانے والی کچی سڑک تک ہے۔ یہ درویشوں کی ہمت ہے کہ دیوار چین کا نظارہ دیتی ہوئی چاردیواری تیار کی ہے۔ جس کا بڑا دروازہ ناصر آباد کے سامنے ہے۔ اور وہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار تک تقریباً ۔۔۔ فٹ چوڑی سڑک جاتی ہے۔ جس کے گرد روشیں ہیں اور رنگا رنگ کے خوشنما پھولوں کی کیاریاں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کے پاس گول چوک ہے جس کے کناروں پر سنگ مرمر کے چپس اور سیمنٹ سے تیار شدہ بنچیں ہیں۔ بہشتی مقبرہ کے کنوئیں میں ٹیوب ویل لگ چکا ہے۔ بہشتی مقبرہ کے اندر ایک درجن کے قریب بجلی پول لگ چکے ہیں۔ جن پر بڑی طاقت کے بلب لگائے جائیں گے۔ جو رات کے وقت بھی بہشتی مقبرہ کو بقعہ نور بنا دیں گے۔ رات اور دن بہشتی مقبرہ میں درویش موجود رہتے ہیں۔ بہشتی مقبرہ میں پرانے آموں کے درختوں کو اکھاڑ کر اب پھلدار پودوں کو لگایا گیا ہے۔

احباب کی معلومات کے لئے قادیان کے بازاروں، محلہ جات کے نئے نام بھی درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ جو ٹاؤن کمیٹی کے فیصلے کے مطابق رکھے گئے ہیں۔

۱۔ علاقہ دارالمسیح ۔ محلہ احمدیاں۔
۲۔ الحکم سٹریٹ ۔ گورونانک بازار۔
۳۔ گلی خوجیانوالی ۔ محلہ اکال گڑھ
۴۔ ہندو بازار ۔ گاندھی بازار
۵۔ ہندو محلہ کی گلی جو ہندو بازار
۶۔ کے درمیان سے نکلتی ہے۔ } بکھرام بازار
۶۔ احمدیہ بازار ۔ احمدیہ بازار
۷۔ محلہ باب الابواب ۔ ارجن پورہ۔
۸۔ بھاگوشاہ والی واڑی ۔ گلی بھاٹیاں والی

۹۔ بازار ستارے ہوزری والا۔　محلہ گنگ منڈی۔
۱۰۔ ہندو محلہ۔　محلہ مہاتما کرم چند۔
۱۱۔ سُنگاری گلی۔　محلہ لیکھرام
۱۲۔ محلہ دار الصحت۔　ہریجن پورہ۔
۱۳۔ محلہ پیر چراغ شاہ والا۔　پریتم نگر
۱۴۔ محلہ دار الرحمت۔　دھرم پورہ
۱۵۔ محلہ دار العلوم غربی۔　کرشن نگر
۱۶۔ محلہ مابین کالج روڈ ہسپتال روڈ۔ گورو نانک پورہ
۱۷۔ محلہ دار الفضل۔　سنت نگر۔
۱۸۔ محلہ دار البرکات۔　پرتاپ نگر۔
۱۹۔ مڈل نصرت گرلز سکول۔　ویدکور روڈ۔
۲۰۔ محلہ دار الانوار　سول لائن
۲۱۔ ریتی چھلہ۔　نہرو پارک

ریتی چھلّہ چونکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت ہے اس لئے اس رقبہ میں بہت سی دوکانیں قائم ہوگئی ہیں۔ جو سب کی سب کرایہ پر چڑھی ہوئی ہیں۔ بلکہ ہندوؤں، سکھوں کی طرف سے تقاضا ہوتا ہے کہ مزید دوکانیں تعمیر کی جائیں۔

کوٹھی دار السلام جس میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی رہائش تھی۔ وہ اب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مل گئی ہے۔ اس میں بھی درویشوں کے کئی گھرانے آباد ہیں۔ اور محلہ دار المسیح سے کافی فاصلے پر ہونے کے باوجود رہائش میں کوئی دِقت نہیں ہے۔ وہاں کے مکینوں کی مستورات چھوٹے بچوں کو انگلی لگائے برقعہ اوڑھے نہایت اطمینان سے حلقہ دار المسیح آتی جاتی ہیں۔

باہمی چھوت چھات تو اب تقریباً ختم ہی ہو گئی ہے۔ اس لئے ریلوے اسٹیشنوں پر پانی اور چائے وغیرہ ہر شخص آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔ اور مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔ چنانچہ گذشتہ سال جب خاکسار قادیان گیا تھا۔ تو ایک معزز سکھ دوست نے دعوت کی اس موقعہ پر پلیٹوں سے چیزوں کو لینے اور باہمی ایک دوسرے کو دینے میں کوئی حجاب نہ تھا سب بلا تکلف ایک ہی میز پر اکٹھے کھانا کھاتے تھے۔

امسال چونکہ خاکسار کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں اس لئے کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی گلی سے گذرتے ہوئے غیر مسلم مستورات نے تقاضا کر کے ان کو اپنے مکان میں دو چار منٹ کے لئے آنے پر اصرار کیا اور اپنے طور پر چائے وغیرہ سے تواضع کی۔ اور اپنے قادیان میں مقیم ہو جانے پر پرتما کا شکر کیا کہ بہت ہی پر سکون بستی ہے۔ بعض لوگوں نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ ان کے ہاں اولاد نہ تھی اس بابرکت بستی میں آکر بسنے کے بعد پرتما نے ان کو اولاد سے نوازا۔ اور اس بستی کو بابرکت قرار دیا۔

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقام پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیان
آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیل مرام
باندھیں گے رخت سفر کو ہم برائے قادیان
(کلام محمود)

مکرم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب ایم ایس سی
ڈرہم یونیورسٹی (انگلستان)

غزل

کب جیتے جی بھی جینے کا تھا حوصلہ ہمیں
اب سے چلیے جہاں بھی ہو چلنا قضا ہمیں

ہر برگِ گل ہے خونِ تمنا سے لالہ رنگ
اس باغ کی تو راس نہ آئی فضا ہمیں

دھڑکا جو دل تو رنج سے مانوس ہو گئے
دل آشنا کیا کہ الم آشنا ہمیں

مدھم ہوئی مگر نہ بجھی شمعِ آرزو !
ہر صرصرِ بلا نے دلاسہ دیا ہمیں

محرم نہیں ہیں گل کے پہ غم آشنا تو ہیں
تو عندلیب اپنی کہانی سنا ہمیں

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض

(از مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور)

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آپؑ کی آمد کے اغراض و مقاصد کی پیشگوئی قرآن مجید میں سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ میں کی گئی ہے۔ چنانچہ ائمہ اسلام اور مفسرین کے نزدیک آیت هو الّذی ارسل رسولهٗ بالهدیٰ و دین الحقّ لیظهرهٗ علی الدّین کلّه ولو کره المشرکون (الصفؑ) میں لیظهرهٗ علی الدّین کلّه کی پیشگوئی مسیح موعود و مہدی معہود کے متعلق ہے۔

نیز حدیث میں آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

هو الّذی بعث فی الامّیّین
رسولًا منهم یتلوا علیهم
اٰیٰته و یزکّیهم و یعلّمهم
الکتٰب والحکمة وان
کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ
مبین ۰ واٰخرین منهم لمّا
یلحقوا بهم وهو العزیز
الحکیم ۰ (الجمعہ غ)

تو صحابہؓ کے سوال پر "آخرین منہم" والی جماعت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ وہ جماعت ایک رجل من ابناء الفارس کے ذریعہ قائم ہو گی اور اگر ایمان ثریا تک اٹھ چکا ہوگا تو وہ "ابن الفارس" یعنی مسیح موعودؑ اس کو پھر واپس لے آئے گا۔

پس ان دو آیات سے مسیح موعودؑ کی بعثت کے دو منتہائے مقصود ثابت ہوتے ہیں:۔

(۱) آپ کے ذریعہ تمام ادیان اور فلسفوں کے مقابل اسلام جو "دین الحق" ہے، کو غلبہ حاصل ہوگا۔

(۲) دنیا جو ایمان کی دولت سے محروم ہو چکی تھی، دوبارہ اس دولت سے مالا مال ہوگی۔

یہ دونوں منتہائے مقصود دراصل اُن چار طریق ہائے کار کا جو بجائے خود چار عظیم الشان مقاصد کا درجہ رکھتے ہیں، آخری نتیجہ ہیں۔ جو طریق کار سورۃ الجمعہ غ میں بیان ہوئے ہیں، بالفاظِ دیگر وہ روحانی انقلاب جو مسیح موعودؑ کے ذریعہ مقدر ہے ان چار عنوانوں کے ماتحت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء اور آپؑ کی جماعت کی مساعی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رونما ہوگا۔

اوّل:۔ یتلوا علیهم اٰیٰته

دوم:۔ و یزکّیهم

سوم :- ویعلّمھم الکتٰب

چہارم :- والحکمۃ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مختلف تحریرات میں اپنی آمد کے جو اغراض و مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ انہی مقاصد پر مشتمل ہیں جن کی نشاندہی چودہ سو سال قبل قرآن مجید اور احادیث کے ذریعہ ہو چکی ہے۔ چنانچہ میں سورہ جمعہ والے چاروں عنوانوں کے تحت ترتیب وار حضور کی کتب سے کچھ حوالہ جات پیش کرتا ہوں :-

۱- یتلوا علیھم اٰیٰتہ

حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"لوگ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوگا۔ گویا وہ آسمان سے اُترے گا۔ اس نے بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا۔ اور [illegible] انکار کیا گیا اور چپ رہا لیکن وہ اب نہیں چھپائے گا اور دنیا اس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی جو کبھی اُن کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا۔ ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں۔ اسلئے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مرگئی۔ یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہوگئے۔ گویا مرگئے کیونکہ خدا کا چہرہ اُن سے چھپ گیا۔ اور گزشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہوگئے۔ سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان ؟ اور کیا ہے نئی زمین ؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا اُن سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اس کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں۔" (کشتی نوح)

۲- و یزکّیھم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ دنیا میں کوئی نئی تعلیم نہیں لائے۔ اس لئے آپ کی آمد کا مقصد اسلام پر دشمنوں کے اعتراضات کا جواب دے کر اور اسلام کی ذاتی خوبیوں کو اُجاگر کر کے صحیح اسلام کو دنیا پر آشکار کرنا اور اسلام اور تازہ بتازہ آسمانی نشانات کے ذریعہ دنیا میں صداقت، پاکیزگی اور طہارت کو قائم کرنا ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) "خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مرگئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہوگئے۔ گویا مرگئے کیونکہ خدا کا چہرہ اُن سے چھپ گیا ——— سو خدا

نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔" (کشتی نوح)

(ب) "خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے۔ اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام)

(ج) "حضورؑ اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔

"ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدائے تعالیٰ نے بھیجا۔ جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے اور

مسلمانوں کو اللہ اور رسولؐ کی محبت کی طرف رجوع دلا دے۔"
(آئینہ کمالات اسلام)

۳۔ ویعلمھم الکتٰب

یعنی قرآن مجید اور اسلام کی طرف تمام دنیا کو دعوت دیکر دین واحد پر جمع کرنا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں، توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں اس دنیا میں بھیجا گیا۔"

(الوصیت)

۴۔ والحکمۃ

حکمت سکھانے سے مراد اسلامی تعلیمات اور روحانی امور کی باریکیوں سے آگاہ کرنا نیز اسلامی تعلیم کے متعلق لوگوں کے وساوس اور شبہات کو دور کرنا اور آپس کے اختلافات کو مٹانا ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

(ا) "اور میری حالت جو ہے وہ خداوند کریم خوب جانتا ہے۔ اس نے مجھ پر کامل طور پر اپنی برکتیں نازل کی ہیں۔ اور اتباع نبوی میں ایک اگر جوش فطرت بخش کر مجھے بھیجا ہے کہ تا حقیقی متابعت

کی راہیں لوگوں کو سکھلا دوں۔
اور ان کو اس علمی و عملی ظلمت سے باہر
نکالوں جو بوجہ کم توجہی اُن پر محیط ہو رہی
ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام)

(ب) حضورؑ سر سید احمد خان مرحوم کو مخاطب فرماتے ہیں:۔
"خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے
کہ تا میں اس زمانہ کے اوہام دُور
کروں اور ٹھوکر سے بچاؤں۔
اور مجھے اس نے توفیق عنایت کی ہے
کہ اگر آپ حق کے طالب ہوں تو میں
آپ کی تسلی کروں۔" (ایضاً)

(ج) حضورؑ ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔
"اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس
زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی
پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں
اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ
کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو
میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ
خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ
امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں
خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام
شرطیں جمع کی ہیں ——— اور ایسے وقت
میں میں ظاہر ہوا ہوں کہ اسلامی عقیدے
اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی
عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا ———
پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف
قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو
چاہتے تھے سو وہ حَکَم میں ہوں۔
میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے
اور نیز اختلافات کو دُور کرنے
کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی
دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا
جاؤں۔" (ضرورۃ الامام)

ان تمام حوالہ جات سے یہ امر پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن اور منشاء کے ماتحت اپنی بعثت کے وہی مقاصد قرار دیئے اور اپنے لئے وہی لائحہ عمل اختیار فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدئ معہود کے لئے قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں چودہ سو سال قبل مقرر فرما دیا تھا۔ اور یہی ایک امر حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کا ایک ناقابل تردید اور عظیم الشان ثبوت ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی قدیم سُنّت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ ان مقاصد کی تخم ریزی کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے، جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ حضورؑ اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب
سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا
کیا ہمیشہ اِس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا
ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی
مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔
جیسا کہ فرمایا کتب اللہ لاغلبن
انا ورسلی (ترجمہ۔ خدا نے لکھ رکھا
ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے)

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں
اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی
حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس
کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ
قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی
ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی
کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے
ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے
ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس
کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ
سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں
ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک
ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے
۔۔۔ پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت
کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا
کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد
جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال
کو پہنچتے ہیں۔" (الوصیت)

تاہم باوجود اس امر کے کہ آپ اپنے عظیم الشان مقاصد
کی تخم ریزی کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ کی وفات پر
سمجھدار طبقہ نے برملا اقرار کیا کہ آپ نے جو لٹریچر اور
علم کلام اپنے پیچھے چھوڑا ہے، وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے
اور آپ نے اپنی زندگی میں اسلام کے ایک "فتح نصیب جرنیل"
کا پارٹ ادا کیا تھا۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ جس حد تک
خدا تعالیٰ کا منشا تھا آپ نے اپنی زندگی میں ان مقاصد کو
کمال طریق سے پورا کر دیا تھا جو آپ کی بعثت کے اللہ تعالیٰ
نے مقرر فرمائے تھے۔ اور

متوفیک و رافعک الیّ (تذکرہ) والے الہام
کا ہے کہ آپ اپنے مقاصد کو پورا کر کے بانیلِ مرام
اللہ تعالیٰ کے حضور بلند مرتبہ پر فائز ہوں گے۔
چنانچہ آپ کی وفات پر اخبار "وکیل" امرتسر
لکھتا ہے:۔

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر
تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی
عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور
آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب
کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو
مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ جو شورِ
قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار
کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔
۔۔۔ مرزا صاحب کی اس رخصت نے
۔۔۔ ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو،
ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں
کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا
شخص ان سے جدا ہو گیا ہے ۔۔۔
ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے
مخالفین کے برخلاف ایک
فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا
کرتے رہے، ہمیں مجبور کرتی ہے
کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف
کیا جائے ۔۔۔ مرزا صاحب کا
لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ
پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند

وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقۃً اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔" (جون ۱۹۰۸ء)

حضورؑ کے علمی کارناموں کے متعلق اخبار "وکیل" کی اس شہادت کے علاوہ حضورؑ کی قائم کردہ جماعت کے بارہ میں ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کی شہادت بھی قابلِ ذکر ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ فی زمانہ اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ صرف جماعت احمدیہ میں ملتا ہے۔

پس ان دو بلند پایہ شہادتوں سے ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے مقاصد کو پورا کر دکھایا تھا۔

اگرچہ ہمارا پیارا مسیح موعودؑ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو وفات پا گیا لیکن اللہ تعالےٰ کی تائید سے وہ اُن تمام امور کی کامل طور پر تخم ریزی کر کے گیا جو اللہ تعالےٰ نے اس کے سپرد کئے تھے۔ اور اس امر کا غیروں نے بھی کھلم کھلا اعتراف کیا ہے۔ آج مخالف آپؑ کی قائم کردہ جماعت کے امن پسند ہونے اور بظاہر کمزور نظر آنے کی وجہ سے ہم سے جو چاہیں سلوک کر لیں لیکن صداقت کا آفتاب اپنی چمکار دکھلا چکا ہے۔ اور آسمان سے

ہے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پودا اللہ تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت لگایا جا چکا ہے اور تا قیامت اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا پانی مقدر ہو چکا ہے +

---

(۱)

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔" (برکات الدعا ص۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غرض و غایت

(۲)

"خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں۔ اور اس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اس کے عظیم الشان نبی اور اس کی قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔" (چشمہ معرفت ص۲)

(۳)

"ہم جو کچھ کر رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کیلئے کر رہے ہیں معلم تو اسلام کے مرتد ہیں۔"

(الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء ص)

رجحان محمود

وہ الفاظ جن سے تاریخ کا ایوان گونجتا رہے گا

ایک فاتح کا اعلان

فتح مکہ کے موقع پر سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامعین کے جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا (دنیا کے کسی فاتح کے منہ سے ایسے الفاظ آج تک نہیں نکلے)

"ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں
کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ
پورا کیا۔ اپنے بندے کی مدد کی۔ اور
مخالفوں کے تمام منصوبوں کو اکیلے توڑ
کر رکھ دیا۔ ہاں سن لو! فخر کی تمام
باتیں۔ مال اور خون کے سارے دعوے
میرے قدموں کے نیچے ہیں۔"

"اے قریش! خدا نے جاہلیت
کا غرور اور نسب کا فخر مٹا دیا۔ تمام
لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے
بنے ہوئے تھے۔"

(ساتھ ہی قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔)

"لوگو! میں نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے کہ آپس میں ایک دوسرے سے پہچان لئے جاؤ۔ خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ خدا دانا اور واقف کار ہے۔"

ایک بادشاہ کا قول

بیت المقدس فتح ہوا تو رومیوں نے مطالبہ کیا کہ امیر المسلمین خود آکر معاہدہ رقم فرمائیں۔ جب اس غرض کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا عزم کیا تو عرب سالار ترکی گھوڑا اور پہننے کے لئے عمدہ پوشاک لائے۔ تا غیر مسلموں کے سامنے ان کا "بادشاہ" بھی شاہانہ تزک و احتشام سے جلوہ گر ہو۔ آپ نے ان چیزوں کو واپس کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا نے ہمیں جو عزت دی ہے
وہ اسلام کی عزت ہے۔ اور ہمارے
لئے یہی بس ہے۔"

ایک سپہ سالار کا عزم

اسلامی فوجوں کے جرنیل حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ

کے شمالی اور مغربی علاقوں کو فتح کرتے ہوئے جب بحر اوقیانوس کے ساحل پر پہنچ گئے تو اس بحر ظلمات میں بے اختیار ہو کر اپنا گھوڑا ڈال دیا اور فرطِ جوش میں آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:۔

"اے اللہ اگر سمندر بیچ میں نہ آجاتا اور زمین ختم نہ ہو جاتی تو میں برابر فتح کے پھریرے اڑاتا اور تیری توحید کے نعرے بلند کرتا چلا جاتا!"

اسلام کے اس جانباز فرزند کا مزار آج بھی شمالی افریقہ کے مسلمانوں کی قومی زیارت گاہ ہے۔

احمدی نوجوانوں کیلئے معیارِ قابلیت

(ارشادات حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ)

"تم اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ قابل بناؤ، زیادہ سے زیادہ لائق بناؤ۔ نہ صرف دین میں بلکہ دنیا کے ہر کام میں۔ ہر فن اور ہر پیشہ میں، یہاں تک کہ کوئی میدان ایسا ہو کہ جس میں احمدی جماعت کے افراد سے زیادہ لائق افراد دنیا میں مل سکیں، سب سے کامل لوہار تم ہو۔ سب سے کامل نجار تم ہو۔ سب سے کامل میٹ تم ہو۔ سب سے کامل کپڑا بننے والے تم ہو، سب سے کامل مشین بنانے والے تم ہو۔ اور جب تم اس ارادہ اور عزم سے کھڑے ہو گئے اور دنیا کے ممالک میں نکل جاؤ گے تو خدا کے فرشتے تم پر برکتیں نازل کریں گے۔

(خطبہ جمعہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء)

امراء و پریذیڈنٹ صاحبان سے ضروری گذارش

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے چند سال بعد ہی یعنی ۱۹۴۲ء میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے ہر ایسے مرد کے لئے جس کی عمر ۱۵ سے ۴۰ سال کے درمیان ہو خدام الاحمدیہ میں شمولیت لازمی قرار دے دی تھی اور اس سے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان بھی مستثنےٰ نہیں تھے۔ حضور نے فرمایا تھا کہ کوئی پریذیڈنٹ اس وقت تک پریذیڈنٹ نہیں رہ سکتا اور کوئی سیکرٹری اس وقت تک سیکرٹری نہیں رہ سکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔

اس ہدایت کی تعمیل میں اس وقت تک ہر اس جگہ جہاں جماعت قائم ہے خدام الاحمدیہ لازماً قائم ہو جانی چاہیئے تھی۔ مگر ابھی تک ایسا نہیں ہو سکا۔

میں ان سطور کے ذریعہ جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے ہاں جائزہ لیں آیا ان کی جماعت میں خدام الاحمدیہ قائم ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس سلسلہ میں مرکز خدام الاحمدیہ سے ضروری لٹریچر منگوا کر باضابطہ مجلس قائم کریں۔

اس ضمن میں قائدین اضلاع سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے ضلع کی جماعتوں کا جائزہ لے کر جہاں مجلس قائم نہیں وہاں قائم کرنے کی کوشش کریں۔

(مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مکرم مصلح الدین صاحب راجیکی مرحوم

دیکھیں سرِ نیاز جُھکاتا ہے کون کون؟

دیکھیں سرِ نیاز جُھکاتا ہے کون کون؟
معبودِ کائنات کو پاتا ہے کون کون؟

افسردگیٔ شوق کے آتش کدے میں پھر
یادِ خدا کی آگ جلاتا ہے کون کون؟

فاران سے لے کے جلوۂ یزداں کی روشنی
تیرہ دلوں کو طور بناتا ہے کون کون؟

انفاسِ عیسوئی کی بہاروں سے چار سُو
حُسنِ ازل کے پھول کھلاتا ہے کون کون؟

محبوبِ ایزدی کے اشاروں کے سامنے
مثلِ ذبیحؑ سر کو جھکاتا ہے کون کون؟

مصلحِ خدا لئے آدمِ ثانیؑ کے سامنے
دیکھیں سرِ نیاز جُھکاتا ہے کون کون؟

لطف الرحمٰن

تعلیمی اداروں میں ہڑتالیں

چند دنوں کی بات ہے کہ اخبارات میں میڈیکل کالجوں کے طلبہ کی ہڑتال کی چیختی چلاتی خبریں شائع ہوئیں جب کچھ دنوں کے شور شرابے کے بعد سکون کی کیفیت پیدا ہوئی تو ملک کے تعلیمی حلقوں سے تعلق رکھنے والے دردمند عناصر نے مسرّت کا اظہار کیا۔ لیکن اس ہڑتال کے ختم ہونے کے چند ہفتے بعد ہی لاہور اور پنجاب کے بعض دوسرے کالجوں کے اور بعض شہروں کے سکولوں کے طلبہ نے بھی نہایت ہی افسوسناک مظاہرے کئے ہیں۔ جلوس نکالے گئے حکومت کے خلاف نعرے لگائے گئے اپنے اساتذہ اور تعلیمی راہنماؤں کی ہتک کی گئی تعلیمی اداروں کی عمارات اور فرنیچر کو نقصان پہنچایا گیا حتیٰ کہ بعض طلبہ نے پنجاب یونیورسٹی کے ہر دل عزیز وائس چانسلر کے دفتر میں جا کر ان کی موجودگی میں طوفان بدتمیزی مچایا پردے پھاڑ دیئے۔ گھڑی توڑ دی۔ فرنیچر کو توڑ پھوڑ دیا اور نازیبا کلمات کہے۔ پھر اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قوم کے نونہالوں نے پڑھا لکھا ہونے کی دلیل دینے کے لئے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی۔ چنانچہ امن عامہ کے پیش نظر پولیس مزاحم ہوئی۔ اور اس مزاحمت نے افسوسناک صورتِ حال اختیار کر لی۔ طلبہ نے پولیس کو مارا۔ پولیس نے طلبہ پر لاٹھی چارج کیا ــــ اور طرفین کے آدمی زخمی ہوئے۔ گرفتاریاں ہوئیں۔ اور ضمانتیں ــــ یہ ساری داستان نہایت ہی تکلیف دہ ہے ــــ!!

مغرب سے بعض اچھی چیزوں کے ساتھ جو بُری چیزیں اس برصغیر میں آئیں ان میں سٹرائیک یعنی ہڑتال اور عدم تعاون (Non - co operation) اور مطالبات منوانے اور حقوق حاصل کرنے کے لئے مار دھاڑ پھونک بھی شامل ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے بھی اسلام کی واضح تعلیمات کو نظرانداز کر کے فساد فی الارض کی اس ناپاک روح کو اپنا لیا۔ برصغیر کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں بسا اوقات لیڈروں خصوصاً "کانگریس لیڈروں" نے عوام سے اس قسم کے حربے استعمال کروائے اور یہی چیز رفتہ رفتہ قوم کے مزاج کا حصہ بن گئی۔ اور اب بیرونی حاکموں کے جانے کے بعد ہم اپنوں سے بھی وہی سلوک کرتے ہیں۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ آج کل ہڑتالوں کا دائرہ بہت وسعت اختیار کر چکا ہے۔ اب تو مطالبات منوانے کا یہی ایک مؤثر طریقہ سمجھا جانے لگا ہے کہ عدم تعاون کرتے ہوئے کام چھوڑ چھاڑ کر ہڑتال کر دی جائے بلکہ تشدد کو بھی روا سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ آئے دن پریس میں صنعتی اور تجارتی اداروں حتیٰ کہ بعض سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے ملازمین بھی اس نوع کی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں

یا کم از کم دھمکیاں تو ضرور دیتے ہیں۔ افسوس ہے کہ
غلط قسم کی تقلید کے نتیجہ میں اس حربے کو فراخ دلی سے
استعمال کرنا ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ اس عدم تعاون
کی بدترین شکل "بھوک ہڑتال" ہے جس کے موجد غالباً برصغیر
ہندو پاک میں گاندھی جی تھے۔ اس لحاظ سے ان کے نقش قدم
پر چلنے والے بے شمار لوگ اس برصغیر کے دونوں حصوں
میں پائے جاتے ہیں جو اس روحانی، ذہنی، نفسیاتی اور
جسمانی خودکشی کو اپنے لئے ایک "سعادتِ عظمیٰ" سمجھتے ہیں
اور یہ رجحان ـــــ قوم اور ملک کی بدقسمتی پر دال ہے!!

"ہڑتال" کے متعلق چند گذارشات پیش کرنے سے
قبل یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ معروضات
اصولی طور پر سب کے لئے ہیں۔ لیکن طلبہ ـــــ
میرے اوّل مخاطب ہیں۔ میں ایک طالب علم بھی ہوں۔
میری طرح ہر طالب علم ضرور جانتا ہوگا۔ کم از کم اسے اتنا تو
ضرور جاننا چاہیئے کہ اس کا بنیادی مقصد تعلیم کا حصول ہے۔
ملک و قوم کے لئے ایک کارآمد وجود بننے کے لئے
اپنی عمر عزیز کے بہترین لمحات۔ اپنی صلاحیتوں اور
استعدادوں اور وسائل کو اس ارفع مقصد کے مرکزی
نقطے پر مجتمع اور مرتکز کرنا اس کا ایک اہم ترین انفرادی بلکہ
قومی فرض ہے۔ اس اعلیٰ و ارفع مقصد کی تحصیل کے لئے جو
سرگرمیاں ممد اور معاون ہیں ہر سچے اور مخلص طالب علم کا
فرض ہے کہ ان سے کماحقہٗ استفادہ کرے۔ اور ایسی تمام
حرکتوں، سرگرمیوں اور مشغولیتوں سے متنفر اور کنارہ کش
رہے جو تحصیل علم کی مقدس راہ میں (جس کے متعلق معلم اعظم
سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا
ہے کہ فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں) روک بن کر حائل ہو سکتی ہیں۔

"ہڑتال" کی ماہیت کیا ہے؟ کیا یہ ایک ایسی ہی
روک نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔ ہر صحیح الدماغ طالب علم
مجھ سے اتفاق کرے گا کہ تعلیمی پروگرام کو عدم تعاون سے
معطل کر دینا (خواہ وہ جائز مطالبات کے لئے ہی کیوں
نہ ہو) ایک نامناسب قدم ہے۔ کیونکہ جائز چیز حاصل
کرنے کے لئے ناجائز حربے کا استعمال ناپسندیدہ بلکہ
ناجائز ہے۔

ہڑتال سے طالب علم کا بنیادی مقصد بری طرح
پامال ہو جاتا ہے۔ اُسے کسی قیمت پر بھی تعلیم سے دستکش
نہیں ہونا چاہیئے۔ استاد کا احترام ـــــ یہ تو ایک
متنازعہ فیہ مسئلہ ہی نہیں۔ کون معلم کے احترام کا قائل
نہیں! ایک مسلمان طالب علم کا صرف اخلاقی اور تعلیمی
ہی نہیں یہ مذہبی فرض بھی ہے کہ وہ اساتذہ اور معلمین کا احترام
کرے۔ اور ہماری اسلامی تاریخ اس قسم کے ایمان افروز واقعات
سے بھرپور ہے۔ افسوس ہے کہ جو روایات ہمیں اسلاف سے
ورثے میں ملیں ہم ان کو برقرار ہی نہیں رکھ سکے۔ موجودہ
تعلیمی ابتری اور نئی نسل میں بے راہ روی کا ایک بنیادی
سبب استاد کے احترام کا فقدان ہے۔ استاد کے احترام
کے خاتمہ کے بعد والدین کے احترام کا خاتمہ یقینی ہے۔ وہ
والدین اور بزرگ جو وائس چانسلر اور اساتذہ کی ہتک
کو معمولی واقعہ سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں۔ میری دانست
میں ان کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ کیونکہ اس کے بعد ان کا
نمبر ہے آج اگر اُن کے بچے قانون کو ہاتھ میں لے کر
استاد کی پگڑی اُچھال رہے ہیں تو کل ان کے ہاتھوں سے

اُن کے گریبان بھی محفوظ نہیں! ــــ فکر فرمائیے۔ کل یہ نہ کہنا پڑے۔ ؎

"موج کی آزادیاں سامانِ شیون ہو گئیں"

ان سطور کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ طلبہ کو جائز مطالبات بھی اربابِ اختیار اور افسرانِ مجاز کے سامنے رکھنے نہیں چاہئیں۔ اپنے حقوق کا مطالبہ کیجئے۔ اپنے جائز مطالبات پیش کیجئے۔ اور شوق سے کیجئے۔ کیونکہ حق مانگنے سے ملتا ہے۔ بچہ روتا ہے تو ماں کی چھاتیوں میں دودھ آجاتا ہے لیکن کیا بچہ خنجر لے کر ماں کی چھاتیاں کاٹ ڈالتا ہے؟ یا اُس کے کپڑوں کو آگ لگا دیتا ہے! اپنے مطالبات پیش کیجئے۔ پُر امن طریقے سے، اپنے حقوق طلب کیجئے شریفانہ انداز سے، اساتذہ، والدین، اور مُلک کے ذی شعور طبقے کی ہمدردیاں حاصل کیجئے۔ حکومت عوام کے نمائندہ کا نام ہے۔ عوام جب اپنے نمائندوں پر جائز چیز کے لئے پُر امن طریقے سے زور ڈالتے ہیں تو ان کی ضرور سُنی جاتی ہے۔!

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کا مسلک بالکل واضح ہے۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق کسی نوع کی ہڑتال ایک باغیانہ روش ہے جو سخت ناپسندیدہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ ہے۔ آپ کے ایک عزیز نے (جو ان دنوں علی گڑھ کالج میں پڑھتے تھے) ایک سٹرائیک میں حصہ لیا۔ حضرت اقدسؑ نے انہیں فوراً جماعت سے خارج کر دیا۔ حضرت اقدسؑ کے اس اقدام کے بعد انہوں نے توبہ کی۔ یہ ایک معمولی واقعہ نہیں۔ احمدی طلبہ کو اس واقعہ سے اندازہ کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہڑتال کے فعل کو کس قدر ناپسند فرماتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی بھی احمدی طالب علم جو جماعت احمدیہ کے مسلک سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس قسم کی منفی سرگرمیوں میں حصّہ لینے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ بعض نوجوان طلبہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر اس وقت ساتھ نہ دیا جائے۔ تو اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ کسی حد تک صحیح بھی ہے کہ جوشِ جنون میں بعض ہڑتالی طلبہ جبر و تشدد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اگر مطالبات جائز ہوں تو کوئی احمدی طالب علم مشتعل ساتھیوں کو نرمی کے ساتھ سمجھا دے کہ مجھے آپ کے ان مطالبات سے اتفاق ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہ مطالبات تسلیم کر لئے جائیں۔ مگر آپ نے مطالبات منوانے کے لئے جو روش اختیار کی ہے وہ مذہبی اور جماعتی طور پر میرے لئے ناقابلِ قبول ہے مجھے ہمدردی ہے مگر میں معذور ہوں۔

مجھے اس سے بھی زیادہ یقین ہے کہ اس کے مخالف اُسے صرف نظر انداز ہی نہ کریں گے بلکہ ضرور اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ کیونکہ دنیا میں با اصول اور شریف النفس لوگوں کے قدر دانوں کی کبھی کمی نہیں ہوتی۔ لوگوں کی زبانیں اگر کبھی ایسے با اصول آدمیوں کا ساتھ نہ دیں تو یہ ممکن۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ اُن کے دلوں میں ان کا احترام ناپید ہو جائے۔ اس سلسلے میں اپنے پیارے امام اطال اللہ بقاءُہٗ کی اس نصیحت کو ہمیں ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ ــــ

"اُن کے ساتھ رہو فتنوں میں حقہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانی احکام نہ ہو
اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمیٰ سمجھو!
بعد میں تاکہ تمہیں شکوہ ایام نہ ہو"

اس طرح آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نوّرہ اللہ مرقدہٗ کی اس دردمندانہ اپیل کے آخری الفاظ بھی درج کرتا ہوں۔ جو آنمحترمؓ نے گزشتہ سال اکتوبر میں طلبہ کی ہڑتالوں سے متاثر ہو کر رقم فرمائی تھی۔ فرماتے ہیں۔

"اندریں حالات یہ خاکسار پاکستان کے نوجوانوں لڑکوں اور لڑکیوں سے خدا کے نام پر اور رسولؐ کے نام پر اور اسلام کے نام پر اپیل کرتا ہے کہ وہ اس غیر اسلامی فعل سے کلّی طور پر اجتناب کریں بے شک وہ اپنے جائز مطالبات کو منوانے کے لئے جائز رستے اختیار کریں جن کی کمی نہیں۔ مگر گاندھی جی کے چیلے بن کر اپنے آقا اور ہادی رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم کے باغی نہ بنیں۔ کیونکہ ہمارے لئے ساری برکتیں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی میں ہیں۔" (الفضل ۱۰/۲)

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیم کا کامل نمونہ پیش کر کے توڑ دو۔ اس تہذیب اور تمدن کی عمارت کو جو اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف کھڑی ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو اس قلعہ کو جو شیطان نے اس میں بنا لیا ہے۔ اسے زمین کے ساتھ لگا دو۔ بلکہ اس کی بنیادوں تک کو اکھیڑ کر پھینک دو اور اس کی جگہ وہ عمارت کھڑی کرو جس کا نقشہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہے۔ یہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اس کام کی اہمیت بیان کرنے کے لئے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے جس گوشہ میں جائیں دنیا کی جس گلی میں سے ہم گزریں۔ دنیا کے جس گاؤں میں ہم اپنا قدم رکھیں، وہاں ہمیں جو کچھ اسلام کے خلاف نظر آتا ہے وہ اپنے نیک نمونہ سے اسے مٹا کر اس کی جگہ ایک ایسی عمارت بنانا جو قرآن کریم کے بتائے ہوئے نقشہ کے مطابق ہو ہمارا کام ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا چلن اور تمہارا طور اور تمہارا طریق اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اُسی وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منشاء کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اُسی وقت زمین و آسمان کے پیدا کرنیوالے خدا کے منشاء کو پورا کرنیوالا ہو سکتا ہے جب کہ تم دنیا میں ایک خدا نما وجود ہو اور اسلام کی اشاعت کے لئے کفر کی ہر طاقت سے ٹکر لینے کے لئے تیار رہو۔"

(اقتباس از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اجتماع خدام الاحمدیہ منعقدہ ۱۹۴۲ء)

مکرم جمیل ہاشمی صاحب بی۔اے

تخیّل و تخئیل

ادب ایک ایسا فن لطیف ہے۔ جس میں ایک حسّاس شخص الفاظ کے ذریعہ اپنے شدّتِ احساس کی وجہ سے حسین اور مؤثر پیرائے میں اظہار خیال کرتا ہے اسے ہم آرٹسٹ یا فن کار بھی کہتے ہیں۔ ہر بات کے اظہار کے دو طریقے ہیں۔ (۱) ایک چیز یا معاملہ کو دیکھ کر انہیں ایسے الفاظ میں بیان کر دینا کہ اس کی ہو بہو شکل سامنے آ جائے یہ اذعان یا علم (Conviction) پیدا کرنے کے لئے ایک معیّن صورت میں پیش کی جاتی ہے اور دوسرے محض مسرّت اور لذت حاصل کرنے کے لئے اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے کے لئے ہم کسی منظر یا واقعہ کو دیکھ کر بیان میں کچھ الفاظ کا اضافہ کریں گے۔ اور اپنی بات کو مؤثر بنانے کے لئے مزید رنگ آمیزی کریں گے۔ یعنی اس میں تشبیہ۔ استعارہ۔ تمثیل۔ مبالغہ اور کہانی بنا کر پیش کریں گے۔

مشہور ماہر نفسیات فرائڈ نے نفس انسانی کے دو حصے بتائے ہیں۔ ایک شعور اور دوسرا لاشعور۔ لیکن موجودہ فلاسفروں اور مغربی حکماء سے قبل مشرقی علماء نے نفس کا تجزیہ علیحدہ کیا ہے۔ اخوان الصفا کے ماتحت ہمارے بزرگوں کے نزدیک حواس کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری حواس یعنی باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ اور لامسہ تو ہر کوئی جانتا ہے۔ باطنی حواس یہ ہیں۔ حسّ مشترک (Common Sense) خیال، وہم، حافظہ، متفرقہ اور ان سب کا مجموعی نام "ذہن" ہے۔ ان سب قوتوں پر کنٹرول کرنے والی قوت "قوّتِ عاقلہ" ہے۔ مندرجہ بالا قوتوں کے الگ الگ کام ہیں۔

حسّ مشترک:۔ باقی قوتوں کا گویا سٹور ہاؤس ہے۔ احساسات ظاہری کے تمام تصورات حس مشترکہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس سے قوت فکر کام لیتی ہے اور ذہن میں ایک مواد جمع ہو جاتا ہے۔ جس کے نقوش کو قوتِ خیال اٹھاتی ہے اور اپنے اندر جذب کرتی رہتی ہے۔

حسّ مشترک بعض اوقات خود بھی محفوظ ہوتی ہے اور بعض اوقات قوت خیال بھی یہ نقوش جذب کرتی ہے اور حفظ محسوس کرتی ہے۔ پھر وہ نقوش جو حس مشترک میں جمع ہوتے ہیں۔ انہیں قوت حافظہ Retain (جذب) کرتی ہے۔ اور محفوظ کرتی ہے۔ اس طرح ان سے اور خیالات بنتے ہیں اور نئی نئی شکلیں بنتی ہیں۔ یہ کام قوت متفرقہ کرتی ہے یعنی اس کا دوبارہ احیاء کرتی ہے (Reproduces) یا بالفاظ دگر وہ ان خیالات کو نئی شکل دیتی ہے۔ اس کا خاکہ یوں سمجھیے:۔
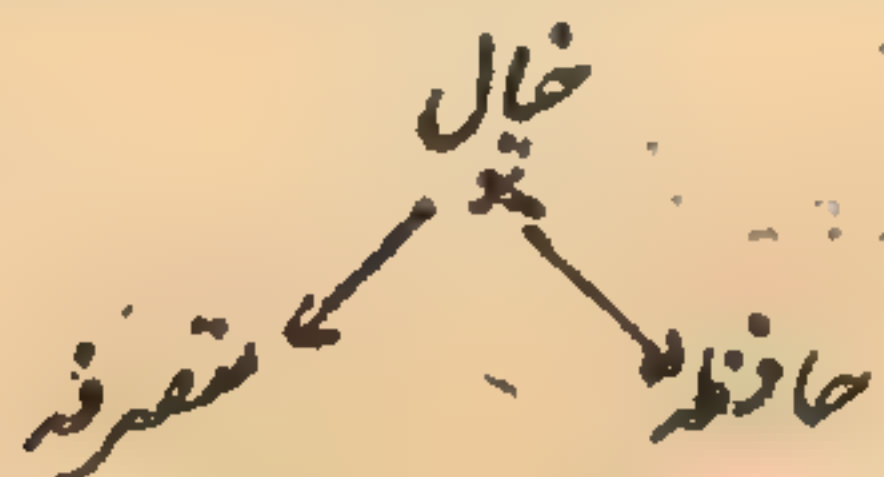
خیال
حافظہ　　متفرقہ

حسِ مشترکہ اور قوتِ خیال بڑی قوتیں ہیں۔ خیال سے مراد قوتِ خیال ہے۔ تخیل اور تخئیل اس سے الگ الفاظ ہیں۔ تخیل سے مراد خیال پیدا کرنا۔ یا خیال پیدا ہوتا ہے اور تخئیل سے میری مراد خیال ایجاد کرنا ہے۔ یعنی خیال گھڑ کر اپنی طرف سے نئی تصویریں بنا بنا کر پیش کرنا ہے۔ یہ تخئیل دو طرح کا ہو سکتا ہے۔ ایک مادیات سے ہم ردّ و بدل کر کے ایک نیا خیال بنا لیتے ہیں یعنی اختراع کرتے ہیں۔ اور دوسرے مافوق العقل خیال جس کو آپ وہم بھی کہہ سکتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ وہم سے جو خیال گھڑے جاتے ہیں، اسے خیال بندی کہتے ہیں۔ شاعر لوگ اسے "تلاشِ معانی" کہتے ہیں۔

بہر حال ہم اسے تخئیل کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ تخئیل ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعہ ایک شاعر یا ادیب ایک خیال کا حسین و جمیل اور نادر صورت میں اظہار کرتا ہے اور اس کی بازگوئی کرتا اور مرتب کر کے پیش کرتا ہے۔ بازگوئی ایک ایسا طریقہ ہے جو چیز کو ایک دوسرے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ یعنی کوئی فنکار نہ صرف ایک منظر ہی پیش کرتا ہے بلکہ اس کے ہمراہ اپنے خیالات کو بھی پیش کرتا ہے۔ جس سے ایک اثر پیدا ہوتا ہے۔ یعنی شاعر یا ادیب اپنے جذبات کی محض تصویر نہیں کھینچتا، بلکہ صرف ان ضروریات کو لیتا ہے جس سے وہ خود زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ ان ضروریات کے انتخاب کا دوسرا نام "اثر" ہے یعنی وہ زائد ضروریات و کیفیات کو بھی اپنے خیالات کے ساتھ ملا لیتا ہے اور یہ اضافہ مختلف لوگوں میں مختلف قوتوں کے اجتماع سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ "ورثہ" اور "قدرتی اندازِ فکر" وغیرہ ہو سکتی ہے۔

مصنف کے ذہن سے لے کر پبلک یا قاری تک خیال کو پہنچنے کے لئے کئی مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ مثلاً ایک شاعر جب لکھنے پر آمادہ ہوتا ہے تو پہلے ایک ذہن میں "تحریک" پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد اظہار کی خواہش پیدا ہوتی ہے اس کے بعد "مصنف کا ماحول" اور "روایاتِ ادبی" وغیرہ اسباب اسے آمادۂ اظہار کرتے ہیں۔ جسے "داعیۂ اظہار" کہتے ہیں۔ اس کی تکمیل کے لئے ایک "نقطۂ نظر" ہوتا ہے جس پر جسمانی اور نفسیاتی اسباب اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ نقطۂ نظر کے بغیر کوئی ادب پارہ یا شعر بامعنی نہیں کہلا سکتا۔ اس کے بعد "موضوع" ہونا ضروری ہے جس کو منظم کرنے کے لئے "مواد" ضروری ہے۔ اور اس کے بعد مواد کا انتخاب یا ترتیب ایک اسلوبِ بیان بناتا ہے پھر یہ قاری یا پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو اس کا اثر قبول کرتی ہے۔ جتنا جتنا اس "ادبی کارنامے" کا حلقۂ اثر وسیع ہوگا۔ اتنا ہی بڑا وہ ادبی کارنامہ سوسائٹی یا معاشرت میں مقبول ہوگا۔ حتیٰ کہ بعض "ادبی کارنامے" "روحِ عصر" کے موجب ہوتے ہیں۔ مندرجہ بالا بات کی وضاحت کے لئے ذیل کا خاکہ دلچسپی کا موجب ہوگا۔

(مصنف)
↓
تحریک
↓
داعیۂ اظہار
↓
جسمانی اسباب ← (نقطۂ نظر) → نفسیاتی اسباب
↓
موضوع
↓
مواد
↓

ترتیب مواد

↓

سٹائل (اسلوب)

↓

ادبی کارنامہ

↓

اثر مقصد

↓

سوسائٹی پبلک

↓

عصر

مصنف کے ذہن سے لے کر سوسائٹی تک تخیل کی یہ پرواز جن کٹھن مراحل سے گذرتی ہے۔ اس پر بحث بجائے خود ایک لمبی بحث ہے۔ فی الحال اسی پر اکتفا کی جاتی ہے کہ ایک شعر یا ادب پارہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے کے لئے بعض مشکل اور دشوار گذار گھاٹیوں میں سے ہو کر آتا ہے۔

زیادہ سے زیادہ محنت

---

(۱)

"تم زیادہ سے زیادہ محنت کی عادت ڈالو جب تک تم محنت کی عادت نہیں ڈالو گے۔ اس وقت تک یہ امید کرنا کہ تم کوئی مفید کام کرسکو گے غلط ہے کوئی مفید کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ زندگی کے عملی حصہ کو کام میں لگایا جائے۔"

(از تقریر حضرت مصلح موعود فرمودہ ۱۲ر فروری ۱۹۵۱ء)

(۲)

"وقت آگیا ہے کہ ہماری جماعت اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور احیاءِ سنت و شریعت کے لئے سرگرم عمل ہو جائے ..... اگر اب سستی ہوئی کبھی بھی کچھ نہ ہوگا۔ آج گو صحابہ کی تعداد ہم میں قلیل رہ گئی ہے۔ مگر پھر بھی یہ کام صحابہ کی زندگی میں ہوسکتا ہے۔ اور اگر صحابہ نہ رہے تو پھر یاد رکھو یہ کام کبھی نہ ہوگا۔"

(حضرت مصلح موعودؓ۔ انقلاب حقیقی ص۱۱۳)

"جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب انعام نہ ہو"

(۱)

"جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور مالوں سے پیار کرتے ہیں وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں۔ وہ ضرور ہلاک ہونگے کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی ص۱۱۳)

(۲)

"ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں، کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے۔ اس لئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اسے غنیمت سمجھیں۔" (ملفوظات ج ا ص۵۶)

مکرم ڈاکٹر چوہدری غلام اللہ صاحب
فارسٹ انسٹی ٹیوٹ پشاور

شمع اور پروانہ

گل و بلبل کی داستانیں اور شمع و پروانہ کے افسانے انسانی شعور کے سطحی مشاہدات کے ترجمان رہے نسل انسان کے اچھے اچھے مفکر گلستانوں میں رگ گل سے بلبل کے پر باندھتے رہے۔ اور محفلوں میں شمع کی لو پر پروانوں کا طواف دیکھتے رہے۔ جب اس طواف کی کچھ حقیقت سمجھ میں نہ آئی تو شاعرانہ تخیل کو بام ادراک پر اڑاتے ہوئے شمع سے پوچھا

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع پیار کیوں
یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں

مشرق کے پہلے اردو شاعر حضرت ولی دکنی سے لے کر علامہ اقبال تک اور علامہ موصوف سے لے کر عصر رواں تک ہر شاعرانہ تخیل نے شعلہ شمع کو آتش حسن اور عشق پروانہ کو سوز عشق سے زیادہ کچھ نہ سمجھا اور اس ننھے سے کیڑے کو اپنی مبالغہ آمیزی سے پھل پھول اور سبزیوں سے اٹھا کر معراج عاشقی کے مقام منتہیٰ تک پہنچا دیا۔ کبھی اسے استاذِ فرہاد کہا اور کبھی مرشد قیس اور شعلہ شمع سے یوں گویا ہوئے۔

کرتا ہے یہ طواف تیری جلوہ گاہ کا
پھونکا ہوا ہے کیا تیری برق نگاہ کا

موسم بہار اور موسم برسات میں یہ نظارہ عام تھا شاعرانہ سطحی نگاہوں نے صرف یہ تصور کیا کہ پروانے شمع پر جل کر اپنی جان عزیز اپنے معشوق پر قربان کر دیتے ہیں۔ ہر ملک ہر زبان میں اسے انہیں لفظوں سے یاد کیا گیا اور اس زاویہ نگاہ سے دیکھا گیا کہ یہ عاشق جان نثار جنگلوں سے اٹھ کر روشنی کی جانب دیوانہ وار لپکتا ہے اور اپنے محبوب کے حضور میں فنا ہو کر جام آب حیات پی لیتا ہے۔ شعرائے پروانہ کے اس والہانہ انداز کو عبادت عاشقانہ سے منسوب کیا اور کہا ؎

گرنا تیرے حضور میں اس کی نماز ہے
ننھے سے دل میں لذت سوز و گداز ہے

ہماری مشرقی دنیا میں جب اشعار سے تشبیہات کی شاعری عین شباب پر تھی تو ہمارے شعرائے کرام اپنی سحر بیانیوں سے عوام کو محو حیرت کرتے رہے۔ سر محفل بڑے فخر سے کہتے کہ یہ ہماری تحقیق ہے ہم اس کے محقق ہیں ہمارے علم و عقل سے یہ عقدے وا ہوئے ہیں کہ ان پتنگوں کو آگ کے شعلوں سے کیا لگاؤ ہے۔ لوگ ان استادوں کے سامنے سر جھکا دیتے۔ پھر ان کی تحقیق کے ہر محفل میں چرچے ہوتے مدتوں یہ زبانی جمع خرچ رہا۔ نہ کسی شاعر نہ کسی شاعر نواز کو یہ خیال آیا کہ ؎

پروانہ اور ذوق تماشائے روشنی
کیڑا ذرا سا اور تمنائے روشنی!

کسی نے یہ سوچنا گوارا نہ کیا کہ یہ پروانے کیا شے ہیں کیوں ہیں اور کہاں سے آتے ہیں ان کی ابتداء کہاں سے ہے اور انتہا کیا ہے۔ ان کی خوراک کیا ہے کس طرح پرورش ہوتے اور کہاں نشوونما پاتے رہے ہیں۔ یہ خیالی لوگ صرف شام اور رات کے اندھیروں میں بیٹھے رہے کسی نے سورج کی روشنی میں گھر سے نکل کر ان کا ٹھکانہ تلاش نہ کیا۔ اگر ان میں سے ایک کو بھی یہ خیال آجاتا اور باتیں بنانے اور سننے کی بجائے تلاش و جستجو کے انہماک و اہتمام سے تحقیق کا ذوق پیدا ہو جاتا تو مشرق میں سائنس کی ایک زبردست بنیاد پڑ جاتی خاص طور پر علم حشرات الارض تو بہت ترقی کرتا۔

یہ شمع پر مر جانے والے عموماً سفید رنگ کے پروانے کتنے شریف اور عاشق بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ دراصل یہ باپ ہیں ایک ایسی نسل کے اور مائیں ہیں ایک ایسی قوم کی جن کی اولاد ہمارے کھیتوں، پھلوں اور درختوں کو تباہ و برباد کرتی ہے۔ یہ پروانے آپس میں ملنے کے بعد ایک نسل پیدا کرتے ہیں۔ ایسی جگہوں پر انڈے دیتے ہیں جہاں ان کے بچوں کو بسہولت خوراک مل جائے۔ یہ بچے سونڈیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ بچپن میں ان کے تیز دانت ہوتے ہیں جن کی مدد سے پھلوں، سبزیوں اور درختوں وغیرہ کو آسانی سے کرید کرید کر کھاتے رہتے ہیں۔ دیکھا جائے تو یہ کیڑے ہماری دنیا کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ ادھر یہ ہماری محنتوں کو تباہ کرتے ہیں۔ ادھر ہمارے قومی شاعر ان کے گن گاتے ہیں۔ مکھی، مچھر وغیرہ جو ہماری صحت کو خراب کرتے ہیں انہی کی برادری کے خویش و اقارب ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے روشنی سے گھبراتے ہیں اور شب کی تاریکیوں میں ہمارا خون چوستے ہیں۔ کئی ایک ہماری خوراک اور پوشاک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ بعض روشنی کے طلب گار ہوتے ہیں لیکن ہماری، خون پسینے کی کمائی کو دن دہاڑے بغیر ڈکار کے کھا جاتے ہیں۔

پروانوں میں سے ایک دیمک کا پروانہ ہے جو موسم برسات میں بارش کے بعد عموماً رات کے وقت تاریکی میں باہر نکلتا ہے یہ پروانے ان گنت تعداد میں زمین کے اندر کئی ماہ پڑے اس موسم کا انتظار کرتے ہیں جونہی مزاج کے مطابق موسم ہوا انہوں نے پر پرزے نکالے یہ درحقیقت دیمک کے شہزادے اور شہزادیاں ہیں۔ ان کا مقصد حیات یہ ہوتا ہے کہ اپنی نسل کی بقا کے لئے نئے نئے ملک فتح کئے جائیں سر شام نکل کر روشنی کی طرف بھاگتے ہیں اور لیمپوں کے گرد جمع ہو جاتے ہیں ان کا خیال ہوتا ہے کہ اس جگہ ان کا مقصد پنہاں ہے۔ نر اپنی مادہ کی اور مادہ اپنے نر کی جستجو میں روشنی کے قریب آتے ہیں۔ کچھ جل جاتے ہیں کچھ مینڈک اور سانپ وغیرہ کی خوراک بن جاتے ہیں۔ جو اپنے پر کھو بیٹھتے ہیں۔ وہی اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔ پر جھڑنے کے بعد زمین پر گر جاتے ہیں اور فوراً ہی ان کا وہ روشنی کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور نر مادہ مل جاتے ہیں۔ ان کے اس ملاپ سے ان کی نسل کی ابتداء ہوتی ہے۔ ان کے پر صرف ایک اڑان کیلئے ہوتے ہیں۔ اگر آپ روشنی کے نیچے غور سے دیکھیں تو آپ کو یہ کیڑے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے نظر آئیں گے۔ اگر انہیں کہیں اچھی مملکت مل گئی تو یہ اپنی نئی سلطنت کی بنیاد رکھ دیں گے۔ اور بڑی سرعت سے اولاد پیدا کریں گے۔ سائنس دانوں کے نزدیک ایک مادہ

فی سیکنڈ ایک انڈا دیتی ہے۔ ان کی یہ افزائش ہمارے مکانوں، درختوں اور دوسری چیزوں کے لئے تباہ کن ہوتی ہے۔

پروانوں کی ایک دوسری قسم بھی ہے جو سیب وغیرہ کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بلوچستان کے بعض باغات میں ۷۰، ۸۰ فیصدی پھل ان کی نذر ہو جاتے ہیں۔ یہ پروانے روشنی پر بہت کم آتے ہیں۔ بعض اوقات روشنی کو بطور انسداد حشرات بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ شمع کو پانی کے کھلے برتن میں رکھ دیا جاتا ہے اور پانی پر مٹی کا تیل چھڑک دیا جو بھی پروانے پانی میں گرے موت کی آغوش میں پہنچ گئے۔

بعض اقسام کے پروانے بڑے ہوشیار ہوتے ہیں۔ ان کی مادہ انڈے دینے کے بعد شمع پر آتی ہے ورنہ نہیں آتی۔ غرضیکہ اگر مشاہدات اور تجربات کے عمل سے زندگی بسر کی جائے تو قدرت کے لاتعداد رموز اور اسرار ابھر سامنے آجاتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ خیالی شعر و شاعری سے گذر کر تحقیق و عمل پر دھیان دیں۔ بہت ممکن ہے کہ ہماری توجہ سائنس کی ایک نئی دنیا معلوم کرے اور اس طرح ہم اپنے کھوئے ورثہ کو دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہو جائیں۔

اس علم کو کام میں لاکر اپنی صحت، خوراک اور پوشاک کی حفاظت کی تجاویز نکال سکیں۔ باعلم اور باعمل انسان بنیں تاکہ اس مصیبتوں بھری دنیا میں آرام و آسائش کے ذرائع اور وسائل ایجاد کریں اور ان کی حفاظت بھی کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا ہران بھوسے بھالے اور بے ضرر سُرخ و سفید پروانوں کی قوم و نسل ہمیں غفلت میں پاکر ہماری تباہی اور بربادی کا سامان پیدا کردے۔ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں اس شعبہ کی تعلیم عام ہونی چاہیئے تاکہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو تجربہ اور مشاہدہ کی عادت پڑے اور وہ نسل انسان کو حشرات الارض کے شر سے محفوظ رکھنے کی تدابیر آسانی سے سوچ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔

وہ اللہ تعالیٰ کی صنعت خالقیت کا بذات خود مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ کس طرح خالق ارض و سما حشرات کو متواتر کئی کئی نسلوں تک بغیر نر کے پیدا کرتا ہے اور بالآخر انسان پکار اٹھے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

"اپنے فرائض کو سمجھو اور اپنی زندگی پر غور کرتے رہو کہ وہ نہایت محدود ہے۔ لیکن کام جو آپ لوگوں کے سپرد کیا گیا، ہزاروں سال کا ہے۔ لیکن اسے ستر، اسّی سال میں ختم نہ کیا گیا تو اس کا پورا ہونا یا تو ناممکن ہو جائے گا۔ یا جتنی بھی فتح حاصل کی گئی بے کار اور ضائع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس دن سے محفوظ رکھے۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا پیغام بنام مجلس خدام الاحمدیہ کراچی خالد دسمبر ۱۹۶۱ء)

رحمان محمود

سائنس کی دنیا

سمندری پانی سے چھ گنا نمکین پانی!

"دنیا بھر میں سب سے زیادہ نمکین پانی کسی سمندر میں نہیں پایا جاتا بلکہ دو جھیلوں میں ملتا ہے۔ ایک اوٹا کی عظیم نمکین جھیل اور دوسرے بحیرہ مردار ان کا پانی سمندری پانی کے مقابلہ میں چھ گنا زیادہ نمکین ہے۔ اتنے نمکین پانی میں کوئی مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی۔ دریائے اردن (جس کے کنارے حضرت موسیٰؑ نے وفات پائی تھی۔) بحیرہ مردار میں گرتا ہے، اگر اس کے ساتھ کوئی مچھلی یہاں داخل ہو جائے تو فوراً مر جاتی ہے۔ اوٹا کی جھیل میں بھی مچھلیاں نہیں ہیں۔ صرف چند کیڑے مکوڑے نظر آتے ہیں وہ بھی کنارے پر۔ زیادہ نمکین ہونے کی وجہ سے اس جھیل کا پانی جمنے نہیں پاتا۔ صرف کنارے پر کہیں کہیں کچھ برف کے ٹکڑے نظر آتے ہیں اور بس۔

نمکین پانی عام پانی سے بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں تیرنا آسان ہے۔ نمک کی جھیل میں کوئی جاندار ڈوب نہیں سکتا۔"

ماؤنٹ ایورسٹ بھی غرق ہو سکتی ہے؟

"سمندر کے سب سے گہرے حصے کا پتہ ۱۹۵۱ء میں لگایا گیا۔ وہ بحرالکاہل میں واقع ہے۔ اور اس کا نام "ماریانا ز ٹرنچ" (MARIANAS TRENCH) ہے۔ وہاں سمندر پینتیس ہزار چھ سو چالیس فٹ (۳۵،۶۴۰) یا ساڑھے چھ میل سے بھی زیادہ گہرا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں دنیا کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ بھی غرق ہو جائے گی۔"

آبشار جو دنیا کی بلند ترین عمارت سے بھی اونچی ہے!

"دنیا کی سب سے بڑی آبشار کا پتہ ۱۹۳۵ء میں لگایا گیا۔ اس کا نام اینجل فالز (Angel fals) ہے اور وہ وینزلا (Venzuela) میں واقع ہے آبشار نیاگرا کے مقابلہ میں اس کی اونچائی اٹھارہ گنا ہے یعنی دنیا کی بلند ترین عمارت "ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ" (جس میں پچھتر ہزار آدمی سکونت رکھ سکتا ہے) سے بھی رہ گئی۔ اینجل آبشار کا پانی تین ہزار دو سو بارہ (۳،۲۱۲) فٹ کی اونچائی سے نیچے گرتا ہے۔"

بوڑھے درخت جنہیں بڑھاپا نہیں ستاتا!

دنیا کے سب سے پرانے درخت وہ صنوبر ہیں جو امریکہ کے مغربی ساحل پر سیرا نوادا کے پہاڑوں پر ملتے ہیں۔ ان میں سے بعض کی عمریں تین ہزار سال خیال کی جاتی ہیں۔ اکثر کی اونچائی تین سو فٹ کے قریب ہے۔ یعنی جتنی کسی بیس منزلہ عمارت کی

ہوتی ہے۔ جڑ کے قریب ان کا گھیرا سو فٹ کے قریب ہوتا ہے۔ سب سے بڑے درخت کے تنے کا وزن ایک ہزار ٹن سے زیادہ سمجھا جاتا ہے لیکن ان دیو قامت درختوں کے بیج اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ سات ہزار بیجوں کا وزن صرف ایک اونس ہوتا ہے!!"

آتش فشاں کے دہانے میں اُگنے والا پودا

"دنیا کا ایک نادر پودا سلور سورڈ (Silver Sword) ہے۔ وہ بڑا خوبصورت ہوتا ہے۔ اُس میں چاندی جیسی چمک پائی جاتی ہے اور وہ جزائر ہوائی کے ایک جزیرے "موئی" (Maui) پر اگتا ہے اور وہ بھی ایک آتش فشاں کے دہانے کے اندر!"

("سائنس کی حیرت انگیز باتیں")

فتبارک اللہ احسن الخالقین

"پس ضرورت ہے کہ آج دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جد و جہد سے حاصل کرو۔"

(ملفوظات ج ۱ صفحہ ۴۹)

پانی کر دے علوم قرآں کو
گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش
سید الانبیاء کی امت کو
جو ہوں غازی بھی وہ نمازی بخش

(کلام محمود صفحہ ۱۲۳)

کارگر ہتھیار ــــ تقویٰ

"پس کامیابی کیلئے سب سے پہلی چیز تقویٰ ہے...... اس سے زیادہ کارگر ہتھیار اور کوئی نہیں دوسری چیز کامیابی کے لئے تقویٰ کا دوام ہے۔ اگر تمہارے اندر تقویٰ ہے اور تمہاری اولاد کے اندر نہیں تو ایک ایسا درخت ہے جو سُوکھ جائے گا اور باغ میں وہی درخت لگایا جاتا ہے جس سے امید ہو کہ وہ لمبے عرصہ تک پھل دے گا۔ پس جس نخل کو تم نے سالہا سال کے مصائب اور اپنے خون سے سینچ کر پالا ہے وہ اگر آپ ہی سوکھ جائے تو کس قدر افسوس کی بات ہوگی۔ اس لئے یہ چیز نہایت ضروری ہے کہ تم اپنی اولادوں میں تقویٰ پیدا کرو۔ اگر یہ سلسلہ جاری ہو جائے تو تم کو کون مٹا سکتا ہے۔ تم سدا بہار درخت ہو جاؤ گے جس پر کبھی خزاں نہیں آنی۔"

(حضرت مصلح موعود۔ الفضل ۱۱ رجون ۱۹۲۵ء)

مکرم حکیم محمد صدیق صاحب فاضل

احمدی نوجوانوں کے نام

قومِ احمدؐ کے جواں اے بازوئے فضلِ عمر — اے بہارِ بوستاں اے باغِ احمدؐ کے ثمر

اُٹھ کہ تیری منتظر ہے چشمِ دنیا اس طرح — آبگینے کے لئے ہو چشمِ خاتم جس طرح

رونقِ گلشن جو تھیں وہ عندلیبیں سو گئیں — چھوڑ کر پرواز پابندِ نشیمن ہو گئیں

محو تُو پرواز میں ہو طائرِ رنگیں بیاں — عرصۂ پرواز میں ہو بے نیازِ آشیاں

آرزوئے بے عمل اک نغمۂ بے کیف ہے — رونقِ خنجر نہیں یہ اک میاں بے سیف ہے

وسعتیں ہوں گی نہ پیدا پھر کبھی پرواز میں — چشمِ طائر گر نشیمن پر رہی پرواز میں

ظلمتِ شب میں چمک جن کی ہو مثلِ ماہتاب

اُن پہ قدرت کی بھی پڑ جاتی ہے نظرِ انتخاب

سالانہ رپورٹ کارگذاری

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(از یکم نومبر ۱۹۶۲ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

نوٹ:۔ مختلف مجالس کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا رہا ہے کہ مجلس مرکزیہ یکجائی صورت میں اپنی سالانہ رپورٹ شائع کیا کرے۔ چنانچہ گذشتہ مجلس شوریٰ میں بھی یہ معاملہ پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ خالد کا ایک سالنامہ شائع کیا جائے جس میں سالانہ رپورٹ ایک ہی پرچہ میں شائع ہو جایا کرے۔

اسی فیصلے کی تعمیل میں اس سال مجلس مرکزیہ اپنی سالِ گذشتہ کی سالانہ رپورٹ پیش کر رہی ہے بعض اضافوں کے ساتھ یہ رپورٹ تقریباً وہی ہے جو مکرم رشیق احمد صاحب ثاقب سابق معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سالانہ اجتماع ۱۹۶۳ء کے موقع پر پڑھ کر سنائی تھی۔

اس رپورٹ کی افادیت اشاعت صرف اُسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ تمام مجالس کے عہدیداران اسے شروع سے آخر تک پڑھیں اور اپنے کام کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کریں۔ چنانچہ ہم توقع رکھتے ہیں کہ جملہ قائدین اس امر کا انتظام فرما کر مہتمم اشاعت کو اس بارہ میں رپورٹ بھی ارسال فرمائیں گے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ طریق کار مجالس میں بیداری پیدا کرنے اور کام کرنے کے نئے نئے راستوں کے تلاش کرنے میں ان کی رہنمائی کرے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اس افسوسناک حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ یہ رپورٹ درحقیقت ہماری ۵۹۲ مجالس میں سے اوسطاً ۸۶ مجالس کی کارگذاری پر مشتمل ہے۔ یہ اعداد و شمار زیادہ وسیع اور دلچسپ ہوتے اگر جملہ مجالس اپنی رپورٹیں باقاعدگی سے بھجواتیں۔ چنانچہ ایسی مجالس کے قائدین سے جن کی رپورٹیں گذشتہ سال نہیں آتی رہیں پُرزور درخواست ہے کہ اس سال وہ اس غلطی کو نہ دہرائیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار عبدالشکور اسلم

مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر ہے کہ اس کے فضل اور کرم اور رحم سے مجلس خدام الاحمدیہ سال بسال ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔ امسال ہماری کارکردگی میں بہت نمایاں ترقی ہوئی جس کے کوائف اگر بیان نہ بھی کئے جائیں تو دیکھنے والی آنکھیں خود مشاہدہ کر سکتی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ولا فخر۔

امسال صدرِ مجلس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی زیر قیادت مجلس مرکزیہ کی توجہ خصوصیت سے اس طرف مبذول رہی کہ مجلس کے کام کو اس طرح پر چلایا جائے کہ اس کی تنظیم اور اس کے پروگرام کے نتیجہ میں احمدی نوجوانوں میں روحانیت اور اخلاق پیدا ہوں اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی دولت سے وہ مالا مال ہوں۔ عبادت کی لذت سے وہ آشنا ہو جائیں اور دعاؤں کا شغف ان میں پیدا ہو جائے۔ سب تعریفیں اُس پاک ذات کے لئے ہیں جس نے ہماری کوششوں میں برکت دی اور اس کے فضل کے نتیجہ میں احمدی نوجوانوں کے ایک کثیر گروہ میں ایک خاص بیداری نظر آتی ہے۔ وہ جماعت کے قیام کے مقصد کو سمجھنے لگے ہیں اور اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے اندر وہ پاک انقلاب پیدا ہو جائے جس نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو خدا تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بنا دیا تھا۔

حسبِ دستور آغازِ سال سے قبل نئے صدرِ مجلس نے اپنے رفقائے کار کے اسماء تجویز کر کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ و اطلع شموس طالعہ کی خدمت میں پیش کر دئے۔ حضور کی منظوری حاصل ہونے پر یکم نومبر ۱۹۶۲ء سے نئے عہدیداران نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے کام شروع کر دیا۔ اسی روز صدرِ مجلس نے جملہ خدام کے نام نئے سال کا پہلا پیغام دیا جس میں انہیں اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی خصوصیت سے نصیحت کی گئی۔

ضلعی و علاقائی نظام

مرکزی عہدیداران کی تقرری کے ساتھ صدرِ مجلس کی طرف سے ملک کے دونوں حصوں میں ضلعی اور علاقائی قائدین کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انکی اکثریت بہت اچھا کام کر رہی ہے اور انکی مساعی کا مجالس کی عمومی کارکردگی بہتر بنانے میں نمایاں حصہ ہے۔ علاقائی قیادتوں میں سے سرگودہا ڈویژن اور راولپنڈی ڈویژن کا کام بہت باقاعدہ اور نمایاں ہے۔ قیادتِ علاقائی مشرقی پاکستان بھی بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ ضلعی قیادتوں میں سے علی الترتیب ضلع لائل پور۔ ضلع لاہور۔ ضلع گوجرانوالہ۔ ضلع راولپنڈی اور ضلع گجرات کا کام نمایاں ہے۔ لائل پور اور لاہور کی ضلعی قیادتوں نے خاص توجہ اور تندہی سے اپنے اپنے ضلع کی مجالس کو منظم کرنے کے لئے خاص جدوجہد کی ہے۔

دورانِ سال مرکز میں دو مختلف مواقع پر قائدین اضلاع و علاقہ کے اجلاس بلائے گئے جن میں غور و فکر کر کے مجلس کے مفاد کی خاطر مفید تجاویز سوچی گئیں اور ان پر بہت حد تک عمل درآمد شروع کر دیا گیا۔

دورہ جات

دورہ جات کے لحاظ سے بھی یہ سال غیر معمولی نوعیت
کا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا نتیجہ بھی بہت اچھا ہے
ابتدائے سال میں ہی صدر مجلس مشرقی پاکستان کی مجالس کے
علاقائی اجتماع میں شرکت کرنے کے لئے مشرقی پاکستان
تشریف لے گئے۔ اس طرح ان دور افتادہ اور پسماندہ مجالس
کی تنظیم اور ان کی روحانی اور اقتصادی حالت وغیرہ کا جائزہ
لینے کا براہِ راست موقع ملا۔ آپ کے اس دورہ کے نتیجہ میں
اس حصۂ وطن کی مجالس میں بیداری کی نئی لہر پیدا ہوئی۔ مشرقی
پاکستان کے علاوہ صدر مجلس نے مجالس ضلع لاہور، مجالس
ضلع سرگودہا، کراچی، پشاور، ایبٹ آباد، راولپنڈی
جہلم، گجرات، گوجرانوالہ، چک سکندر، ننکانہ۔ شیخوپورہ
خوشاب، سیالکوٹ، ڈسکہ اور باندھی کی مجالس کے دورے
کئے اور مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ محترم نائب صدر
صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی تقریباً اتنی ہی مجالس
کے دورے کئے۔ دیگر مرکزی مہتممین میں سے صاحبزادہ مرزا
انس احمد صاحب مہتمم اصلاح و ارشاد۔ میر محمود احمد صاحب
مہتمم تربیت۔ عبدالحکیم صاحب اکمل مہتمم تجنید۔ مولوی محمد اسمٰعیل
صاحب منیر مہتمم اطفال۔ رفیق احمد صاحب ثاقب مہتمم اشاعت
نیز نائب مہتممین میں سے داؤد نصیر احمد صاحب اور محمد اسلم صاحب
فاروقی کو بعض مقامات پر بھجوایا گیا۔ اسی طرح موسمی تعطیلات
میں جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ سے بھی مجالس
کی تربیت اور تحریک جدید کے سلسلہ میں نو اضلاع کے دورے
کروائے گئے۔ مرکز کے تینوں انسپکٹران نے اس عرصہ میں ۱۵۴
مجالس کے دورے کئے۔ حسابات کی پڑتال کی اور مختلف امور
میں مجالس کا ہاتھ بٹایا۔

تربیتی کلاسیں اور اجتماعات

جیسا کہ اخبار الفضل سے بھی اندازہ ہو چکا ہوگا
اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے مجالس کی ایک کثیر تعداد
نے تربیتی کلاسیں اور اجتماعات منعقد کئے۔

ان تربیتی کلاسوں کا مقصد صرف چند نفوس کو
تربیت دینا نہیں بلکہ تعلیم و تربیت کا ایک سلسلہ چلانا ہے
تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی پاک تعلیمات سلسلہ در سلسلہ ایک سے دوسرے تک پہنچتی چلی جائیں
سو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال منعقد ہونے والی اکثر
کلاسیں اس لحاظ سے بہت کامیاب رہی ہیں اور ان میں
شامل ہونے والے خدام نے خود بھی اچھا اثر لیا ہے اور
دوسروں پر بھی نیک اثر ڈال رہے ہیں۔ مرکزی تربیتی
کلاس جو ۹ اپریل سے ۳ مئی ۱۹۶۳ء تک ربوہ میں
منعقد ہوئی۔ ۳۹ مجالس کے ۱۲۰ نمائندگان نے شرکت کی۔
اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر تربیتی کلاسیں ہوئی
ہیں۔

مانگٹ اونچے — گوجرانوالہ — گجرات — لاہور
کوئٹہ — جھنگ — سکھر — ایبٹ آباد
مردان — سرگودہا — لائل پور — جہلم
راولپنڈی — پشاور — ربوہ — اوکاڑہ
شیخوپورہ — شرقپور — کراچی — سیالکوٹ

تربیتی کلاسوں کے علاوہ سالانہ اجتماعات بھی خدا تعالیٰ

کے فضل سے گذشتہ سال کی نسبت زیادہ مقامات پر ہوئے جن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

راولپنڈی ڈویژن بمقام جہلم ——— حیدر آباد ڈویژن ملتان ڈویژن ——— خیر پور ڈویژن بمقام باندھی ——— ضلع گوجرانوالہ ——— کراچی ——— ربوہ ——— لاہور ڈویژن۔

احمدی طلباء کی تنظیم نو

بڑے بڑے شہروں میں کالجوں کے احمدی طلبہ کو اُن کے ماحول کی مسموم فضا سے بچانے کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی تنظیم قائم کی جائے جو خدام الاحمدیہ کی ایک ذیلی تنظیم کے طور پر کام کرے تا نوجوان طلبہ کی تربیت کی طرف زیادہ توجہ دی جاسکے۔ چنانچہ اب تک لاہور۔ کراچی، لائلپور راولپنڈی اور پشاور میں احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشنز قائم ہوچکی ہیں۔

مجلس کے ریکارڈ کی حفاظت

گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک دیرینہ خواہش کی تعمیل میں خدام الاحمدیہ کی ترقی کی رفتار مختلف چارٹس اور گراف کی صورت میں پیش کی گئی تھی۔ اس سال بھی یہ چارٹس تیار کروائے گئے ہیں اور ان میں سال ۶۲-۶۱ کے اعداد و شمار درج کر دیے گئے ہیں۔ یہ چارٹس مکرم سعید اللہ خان صاحب ایم۔ اے نے اپنی نگرانی میں تیار کروائے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس سال یہ ایزادی بھی کی گئی ہے کہ سالانہ اجتماع کے مختلف مقابلہ جات کا بھی باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے تاکہ ہر سال کی ترقی کا موازنہ ہوسکے۔

تعمیر ہال و دفتر مرکزیہ

دفتر خدام الاحمدیہ کے ہال کی بنیاد گذشتہ سالانہ اجتماع پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی تھی۔ یہ بات مرکز کے ہمیشہ مدنظر رہی ہے کہ ہمیں ہال کی تعمیر جلد از جلد شروع کر دینی چاہیئے۔ مگر جس قسم کا ہال زیر تجویز ہے اور جس رنگ میں تیار ہوگا اس کا ابتدائی ڈھانچہ تیار کرنے کے لئے کم از کم ۹۰ ہزار روپیہ موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ اتنی رقم موجود ہو تو تعمیر کا کام شروع ہوسکتا ہے۔ مرکزیہ چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ تعمیر شروع ہو جائے۔ چنانچہ محترم صدر صاحب نے روپیہ کی فراہمی کے لئے پُر زور کوشش کی اور اس غرض کے لئے خاص طور پر کراچی اور لائلپور کا دورہ بھی کیا جو خاصہ کامیاب رہا۔ اس کے علاوہ آپ نے ۱۷۴ مخیر احباب کی خدمت میں بذریعہ خطوط اپیل کی۔ مہتمم صاحب مال نے مجالس پر اس چندہ کے لئے خاص زور دیا جس کے نتیجہ میں امسال ۱۹۲۳۵ روپے وصول ہوئے گذشتہ سال کی وصولی ۱۰۷۶۴ روپے ہے۔ سابقہ رقوم ملا کر اس وقت تعمیر کی مد میں ۵۵۰۰۱ روپے موجود ہیں مگر تعمیر شروع کرنے کے لئے جو رقم درکار ہے وہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی تاہم ارادہ ہے کہ انشاء اللہ اگلے سال کی ابتداء میں کام شروع کر دیا جائے۔

اشاعت لٹریچر خاص

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "سراج الدین

عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کی ضبطی پر قائدین اضلاع وعلاقہ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب کتاب پر سے پابندی اٹھ جائے تو شکرانہ کے طور پر مجلس یہ کتاب ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کرکے افادۂ عام کے لئے تقسیم کرے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل کیا گیا اور اب تک ۳۵ ہزار کی تعداد میں یہ کتاب شائع کرکے مجالس کو تقسیم کے لئے بھجوائی جا چکی ہے۔ قائدین کی طرف سے حسبِ وعدہ رقوم موصول ہونے پر بقیہ تعداد بھی چھپوالی جائے گی۔ اس کے علاوہ اس سال ٹریکٹ "ختمِ نبوت اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ" بھی تیس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

عَلمِ انعامی

مجلس مرکزیہ ہر سال نمایاں کام کرنیوالی مجلس کو "خلافت جوبلی عَلمِ انعامی" دیا کرتی ہے چنانچہ ۶۲ - ۶۱ کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور عَلمِ انعامی کی مستحق قرار پائی اور جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے قائد صاحب مجلس لائل پور کو یہ علم عطا فرمایا۔ مجلس کراچی دوم اور مجلسِ لاہور سوم قرار پائی۔

شعبہ اعتماد

اجتماع ۱۹۶۲ء کے موقع پر کئے گئے مشوری کے فیصلہ جات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے منظوری حاصل کرنے کے بعد طبع کروا کر جملہ مجالس کو بھجوائے گئے۔ اس کے ساتھ ہی تمام مرکزی شعبہ جات کے نئے سال کے لئے تجویز کردہ پروگرام بھی چھپوا کر مجالس کو ارسال کئے گئے تا مجالس انکی روشنی میں مقامی حالات کے مطابق اپنا پروگرام بنا سکیں۔

دفتر مرکزیہ کی طرف سے مجالس کے خطوط کا باقاعدہ جواب دیا جاتا رہا اس طرح مجالس کی طرف سے آنیوالی رپورٹوں پر تبصرہ کرکے ان کی رہنمائی کی جاتی رہی ضروری امور کے بارہ میں قائدین مقامی، و اضلاع وعلاقائی کو سرکلر لیٹرز اعلانات اور خطوط کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی۔

گذشتہ سال کی نسبت امسال ڈاک کی آمد و روانگی میں معتدبہ اضافہ ہوا۔ چنانچہ دورانِ سال دفتر مرکزیہ میں کُل ۵۷۵۰ چٹھیاں موصول ہوئیں اور دفتر کی طرف سے ۲۳۵۸۴ چٹھیاں بھجوائی گئیں اور ۶۸ قسم کے علیحدہ سرکلرز بھجوائے گئے۔ صرف صدر مجلس کی طرف سے ۲۲۴۵ خطوط لکھے گئے۔ مجالس سے آنیوالی ماہانہ کارگذاری کی رپورٹوں کی تعداد ۶۷ سے ۱۰۶ کے درمیان رہی۔ اگرچہ یہ تعداد گذشتہ سال کی نسبت قدرے زیادہ ہے لیکن ابھی یہ مجالس کی کُل تعداد کا صرف ۱۵ فیصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا کام پورے طور پر سامنے نہیں آسکتا۔ نیز ان رپورٹوں میں مکمل اعداد و شمار درست طور پر درج نہ ہونے کے سبب ہماری مرکزی رپورٹ کسی صورت میں مکمل نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ یہ صرف رپورٹ بھجوانے والی مجالس کی کارگذاری پر مشتمل ہوتی ہے۔

شعبہ تجنید

یکم نومبر ۱۹۶۲ء کو مجالس کی کُل تعداد ۵۵۹ تھی۔ دورانِ سال ۵۷ مقامات پر نئی مجالس قائم ہوئیں اور

خدام کے اپنے مقام سے باہر چلے جانے کی وجہ سے ۱۵ مجالس بند کرنی پڑیں۔ سال کے اختتام پر مجالس کی کل تعداد ۵۹۲ ہے۔ اس میں یہ پہلو قابلِ غور ہے کہ ابھی قریباً تین سو مقامات ایسے موجود ہیں جہاں جماعتیں تو قائم ہیں مگر مجالس خدام الاحمدیہ ابھی قائم نہیں ہوئیں۔ یہ صورتِ حال قائدین اضلاع وعلاقہ کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔

شعبہ خدمتِ خلق

خدمتِ خلق کا کام اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے اتنا وسیع اور متنوع ہے کہ خدمتِ خلق کے طریقوں کا شمار بھی مشکل ہے اس لئے سب کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ مجالس سے آمدہ رپورٹیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مجالس مندرجہ ذیل طریق پر خدمتِ خلق کے فرائض ادا کرتی رہی ہیں۔

پانی پلانا ــــ راستہ دکھانا ــــ جھگڑے طے کرانا ــــ مریضوں کو ہسپتال پہنچانا۔ ہسپتال میں داخل کرنے میں مدد دینا۔ دوا لا کر دینا۔ سامان اٹھانا۔ سائیکلوں کی حفاظت کرنا۔ خطوط اور درخواستیں لکھ کر دینا۔ ضرورتمندوں کو کتابیں اور کاپیاں خرید کر دینا۔ مستحقین کی نقدی سے امداد کرنا۔ ضرورتمندوں کے لئے قرضہ حسنہ کا انتظام کرنا۔ راستوں سے ایذا رساں چیزیں دور کرنا۔ بھوکوں اور مسافروں کو کھانا کھلانا اور ان کی رہائش کا انتظام کرنا۔ مفت ٹیکے لگانا۔ بیکاروں کے لئے کام مہیا کرنے میں مدد دینا۔ بیماروں کی عیادت اور تیمارداری کرنا۔ عزاداری۔ جنازوں میں شرکت وغیرہ۔ جلسوں، عیدین، بیاہ شادیوں اور فوتیدگی کے مواقع پر انتظامات میں مدد دینا۔ بوڑھوں اور مستورات کو گاڑیوں اور بسوں میں جگہ دینا۔ اجتماعات کے موقعہ پر جوتوں کی حفاظت کرنا۔ آتشزدگی کے حادثات پر آگ بجھانے میں مدد دینا۔ ریلوے سٹیشنوں اور موٹروں کے اڈوں پر مسافروں کے لئے پانی کا انتظام کرنا۔ بغیر فیس کے غریب طالب علموں کو مفت تعلیم دینا۔ گھروں میں سودا لاکر دینا۔ پبلک نلکوں کی مرمت کرنا۔ مکھی مچھر کا انسداد۔ ضرورت کے وقت ڈاکٹر کو بلوانا یا طبی امداد کا انتظام کرنا۔ گمشدہ بچوں کو تلاش کر کے ان کے وارثوں تک پہنچانا۔ قولوا للناس حسناً کے خدائی ارشاد کی تعمیل کرنا۔ خوش خلقی سے پیش آنا۔ ہنس کر بات کرنا۔ ڈھارس بندھانا وغیرہ وغیرہ۔

امسال مشرقی پاکستان میں طوفان زدگان کی امداد کے لئے مرکز کی طرف سے ایک ہزار روپے پراونشل امیر صاحب کو بھجوائے گئے۔ اسی طرح غرباء کے لئے گرم کپڑے مثلاً جرسیاں اور کوٹ وغیرہ خرید کر ساڑھے تین سو مستحقین میں تقسیم کئے۔ اس پر تیرہ سو روپے کے قریب خرچ آیا اور ان کے علاوہ مختلف مواقع پر ضرورتمندوں کی مدد پر ۲۸۰۱ روپے خرچ کئے۔

اس کے علاوہ مجالس نے ۱۶۲۲۵۴ روپے سے نقدی کی صورت میں مستحقین کی مدد کی۔ (جو گزشتہ سال کے مقابلہ میں دوگنی ہے)۔ ۷۸۶۵۴ روپے بطور قرضہ حسنہ ضرورتمند احباب کو دیئے گئے۔ (یہ رقم گزشتہ سال کے مقابلہ میں تین گنی ہے) ۸۱۸۷۲ مریضوں کو مفت دوا دی گئی۔ ۱۸۵۲ پارچات تقسیم کئے گئے۔ ۱۱۳۳۱ افراد کو طبی امداد مہیا کی گئی اور ان کا علاج کرایا گیا۔ ۹۶۷۵

مریضوں کی تیمار داری اور عیادت کی گئی۔ ۲۲۳ معذوروں کا بوجھ اٹھایا۔ ۴۹۷ مہمانوں اور مسافروں کے قیام و طعام کا انتظام کیا ۸۶ من آٹا لوگوں کے گھروں سے جمع کر کے ناداروں میں تقسیم کیا گیا۔ ۲۱۷ بیماروں کو مفت ٹیکے لگائے۔ ۳۲۵۲ افراد کو درخواستیں اور خطوط لکھ کر دئے گئے۔ ۸۶ خدام نے بلڈ بنک کو خون کا عطیہ دیا۔ ۵۶۰ افراد کے لئے روزگار مہیا کیا گیا۔ ۱۲۵ خدام نے فسٹ ایڈ سیکھ کر ضرورت کے وقت مدد کی۔ ۳۰۴۳ گھروں میں سودا لا کر دیا جاتا رہا۔

صدر مجلس کی طرف سے مرکزی مجلس عاملہ کے عہدیداران کو تحریک کی گئی کہ وہ خود وقتاً فوقتاً جب بھی موقعہ ملے ہسپتالوں میں جا کر بیماروں کی عیادت کیا کریں۔

مندرجہ ذیل مجالس نے ڈسپنسریاں قائم کر رکھی ہیں۔ جہاں سے ضرورت مندوں کو علاج کے سلسلہ میں سہولتیں دی جاتی ہیں:۔

کراچی۔ راولپنڈی۔ لائل پور۔ لاہور۔ ربوہ۔ کوئٹہ۔ چک ۱۲۱ گوکھووال۔ لنگے ضلع گجرات۔ بڑانوالہ۔

مجالس لائل پور، کراچی اور انور آباد کی طرف سے علی الترتیب -/۵۰ روپے -/۵۷ روپے اور -/۲۰ روپے کے ماہوار وظائف بعض مستحقین کے لئے جاری ہیں۔

تنازعات کے تصفیہ اور صلح صفائی کرانے کیلئے ننکانہ۔ خوشاب اور بعض دیگر مجالس میں مرکز سے آدمی بھجوائے گئے۔

شعبہ تربیت

اس شعبہ کے تحت ہمارا سارا زور تحریک و تلقین کی طرف ہوتا ہے جسے اعداد و شمار میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اصلاح کا تعلق دل سے ہے۔ مجالس اس بارے میں مندرجہ ذیل طریقوں سے کام کرتی رہی ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور دین کی ہمدردی پیدا کرنے کی تلقین کرنا۔

تقویٰ اللہ کے حصول کے ذرائع نوجوانوں کے ذہن نشین کرنا۔

نماز باجماعت کی تلقین۔

درس قرآن و حدیث

تلاوت قرآن کریم کرتے رہنے کی تلقین۔

تسبیحات اور ذکر الٰہی میں باقاعدگی اور مداومت پیدا کرنا۔

کتب سلسلہ کے مطالعہ کی تحریک

صداقت امانت۔ دیانت، محنت اور دوسرے بلند اخلاق پیدا کرنے کی تلقین۔

آپس میں صلح و محبت سے رہنے کی تلقین۔

تربیتی اجلاس۔

صحبتِ صالحین سے مستفید ہونا۔

دنیا داری کی روح کو مٹانا اور ایسا ماحول قائم کرنا جس میں عزت کی بنیاد تقویٰ پر ہو۔

سال رواں کی سکیم میں یہ بات نمایاں رکھی گئی تھی کہ ذکر الٰہی اور دعاؤں پر زیادہ زور دیا جائے۔ استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھنے کی عادت ڈالی جائے اور تخلقوا باخلاق اللہ کے فرمانِ نبوی کو ہمیشہ اور ہر آن اپنے مدنظر رکھے۔ چنانچہ اس سال مجالس کی طرف سے

آمدہ رپورٹوں پر تبصرہ کرتے ہوئے اِن امور کی طرف مجالس کو بار بار توجہ دلائی گئی۔ ہمارے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ خدام میں ذکرِ الٰہی اور درود شریف کثرت سے پڑھنے کی طرف عام رجحان پایا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے لئے رمضان سے چند روز قبل مجالس کو ایک سرکلر کے ذریعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا ایک مضمون طبع کرا کر بھجوایا گیا۔ تا بروقت یاد دہانی مفید ثابت ہو۔ ۵۰۰۰ کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جو تربیتی اُمور پر مشتمل تھے مجالس کو بھجوائے گئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ تزکیہ نفس از ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ۲۰۰۰

۲۔ ہماری تمام سرگرمیوں کا مرکزی نقطہ۔ اقتباس از کشتی نوح۔ ۱۰۰۰

۳۔ نماز باجماعت کی تلقین۔ اقتباس از تفسیر کبیر ۲۰۰۰

اِن کے علاوہ تربیتی اُمور پر مشتمل ایک سوالنامہ ۳۰۰۰ کی تعداد میں شائع کرایا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات میں سے ایک اقتباس ۳۰۰۰ کی تعداد میں چھپوایا گیا ہے جنہیں سالانہ اجتماع ۱۹۶۳ء کے دوران تقسیم کیا گیا۔

رمضان المبارک ختم ہونے پر رمضان کی عبادتیں جاری رکھنے کی یاد دہانی پر مشتمل ایک عید کارڈ ۳۰۰۰ کی تعداد میں شائع کرا کر ربوہ میں عید الفطر کے موقع پر تقسیم کیا گیا۔ بعد میں مجالس کو بھی بھجوایا گیا۔ چند ایک مقامات پر مہتمم صاحب تربیت نے دورے کئے۔ مجالس کے کام کو دیکھا اور آپس کے تنازعات کو دُور کرایا۔

شعبۂ اطفال

شعبۂ اطفال الاحمدیہ نے اس سال باقی شعبوں سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے مرکزی شعبہ اطفال اور بعض مستعد ناظمین اطفال کی مربوط کوششوں کے نتیجہ میں اطفال الاحمدیہ کا کام پہلے سے بہت آگے بڑھ گیا ہے

اس وقت ۲۱۴ مقامات پر مجالس اطفال قائم ہیں جن کی تربیت کے لئے مرکز کی طرف سے خاص پروگرام دو سالہ منصوبہ کے تحت تیار کیا گیا ہے اس عرصہ میں چار امتحان ہوں گے۔ جن میں سے دو امتحان ہو چکے ہیں۔ اور دو آئندہ سال میں لئے جائیں گے۔ پہلا امتحان "ستارۂ اطفال" ۱۹ مئی ۱۹۶۳ء کو ہوا۔ اس امتحان میں ۹۷ مجالس کے ۱۴۳۰ اطفال شریک ہوئے جن میں سے ۸۴۲ کامیاب ہوئے نتیجہ ۷۰ فی صدی رہا۔

دوسرا امتحان ہلالِ اطفال ستمبر ۶۳ء کے آخر میں ہوا اس میں ۷۴ مجالس کے ۱۱۹۴ اطفال شریک ہوئے۔ نتیجہ ابھی تیار نہیں ہوا۔ تیار ہونے پر اعلان کر دیا جائے گا۔

اطفال کی تنظیم کو مستحکم بنیادوں پر از سرِ نو مرتب کیا جا رہا ہے۔ مجالس کو اطفال کی رکنیت کے فارم بھجوائے گئے ہیں۔ اور وہ پُر ہو کر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ اطفال کی کارگزاری علیحدہ رپورٹ فارم پر اوسطاً ۶۰ مجالس کی طرف سے آتی ہے۔

شعبۂ اطفال کی سکیم میں امسال ایک نئی شق "یوم والدین" کے عنوان سے رکھی گئی تھی۔ تا اطفال کی تربیت

کے سلسلہ میں والدین کی ہمدردی اور تعاون حاصل کیا جائے۔ اور والدین کو اس پروگرام سے آگاہ کیا جائے جو مرکز نے ان کے بچوں کی تربیت کے لئے تیار کیا ہے۔ چنانچہ امسال ربوہ، کراچی، سرگودہا، لائل پور، راولپنڈی، پشاور، ایبٹ آباد، کھاریاں، گجرات، سیالکوٹ اور بعض دیگر مجالس نے اپنے طور پر اس کا اہتمام کیا اور اسے نہایت مفید پایا۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماعات اور تربیتی کلاسوں میں خدام کے ساتھ اطفال بھی شریک ہو کر فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ لیکن مندرجہ ذیل مجالس نے خاص طور پر اطفال الاحمدیہ کے اجتماعات الگ طور پر بھی منعقد کئے۔ پشاور ڈویژن ضلع ہزارہ۔ ضلع لائلپور۔ ضلع شیخوپورہ۔ ربوہ۔ ضلع میرپور خاص۔ ضلع سیالکوٹ۔ ضلع سرگودھا۔ احمدنگر۔ جھنگ۔ ڈسکہ۔ کھاریاں۔ گجرات۔ کراچی۔ راولپنڈی۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کے چندہ میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ بجٹ کے مطابق ۱،۵۰۰ روپے کی متوقع آمد کے مقابلہ پر دوران سال ۴۱۱۰ روپے آمد ہو چکی ہے۔

اطفال کی تنظیم کے سلسلہ میں خط و کتابت اور اشاعت سرکلر و لٹریچر کے علاوہ اسّی مجالس کے دورے کئے گئے۔ ان میں دس شہری اور ستّر دیہاتی مجالس شامل تھیں۔

شعبۂ اصلاح و ارشاد

اصلاح و ارشاد کا کام اجتماعی اور انفرادی دونوں طرح کیا جاتا ہے۔ جہاں تک انفرادی مساعی کا تعلق ہے ہر خادم اپنی اپنی جگہ اس کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اپنے حلقۂ تعارف میں احمدیت کا ذکر کرتا ہے۔ اور ضروری سوالات اور اعتراضات کے جوابات اپنے علم کے مطابق دیتا ہے۔ اجتماعی طور پر مختلف مقامات پر تربیتی جلسوں کے علاوہ پبلک جلسے بھی ہوئے۔ اس کے علاوہ جماعتی پبلک جلسوں کے انتظامات میں عہدیداران جماعت کی پوری پوری مدد کی جاتی رہی۔ چنانچہ امسال ۲۸۵۶۷ افراد زیر تربیت رہے گذشتہ سال یہ تعداد ۲۳،۱۷۹ تھی۔ خدام کے ذریعہ ۲۴۰ افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ گذشتہ سال کے مقابلہ میں یہ تعداد بقدر ۵۳ نفوس زائد ہے۔ ۲۳۲۲۵۲ کی تعداد میں کتب۔ ٹریکٹ، پمفلٹ اور اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ یہ تعداد گذشتہ سال کے مقابلہ میں ایک لاکھ سے اوپر ہی ہے۔ گذشتہ سال ۸۴۵ خدام نے اصلاح و ارشاد کے کام کے لئے کم از کم ایک دن وقف کیا تھا۔ لیکن اس سال یہ تعداد ۲۴۴۵ تک پہنچ گئی ہے۔

۳۰،۰۰۰ ٹریکٹ ختم نبوت بھی تقسیم کئے گئے۔

امسال مجلس مرکزیہ نے شعبۂ اصلاح و ارشاد کی وساطت سے یوم التبلیغ منانے کی تجویز منظور کی تھی۔ اس غرض کے لئے مرکز کی طرف سے ۱۵ ستمبر ۶۲ء بروز اتوار مقرر کیا گیا۔ الحمد للہ یہ تجویز بہت کامیاب رہی بہت سی سعید روحوں نے پیغام احمدیت نہایت شوق سے اور توجہ سے سنا۔ اس طرح سلسلہ کا لٹریچر بھی اصرار کے ساتھ لیا۔ اس بارہ میں آمدہ رپورٹیں بہت خوشکن ہیں۔

شعبۂ تحریک جدید و وقف جدید

اس شعبہ کا کام تحریک جدید اور وقف جدید کی مالی تحریکات

نیز ہر خادم کو شامل کرنے کے لئے تحریک و تلقین کرتے رہنا ہے۔ شروع سال میں جو سکیم مجالس کو بھجوائی گئی تھی اس میں مجالس کو اس امر کے بارے میں خاص طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ مالی جہاد کے علاوہ تحریک جدید کے مطالبات سادہ زندگی دعا، وقف زندگی اور طلبا کو مرکز میں بھجوانے کے امور بھی احباب جماعت کے سامنے خاص طور پر پیش کئے جائیں۔ مجالس کی طرف سے آمدہ رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ہدایات کی طرف توجہ تو دی گئی ہے مگر پوری طرح نہیں۔ زیادہ زور مالی مطالبات کی طرف رہا ہے۔ مگر باوجود کوشش کے آمد گذشتہ سال کی نسبت بڑھی نہیں۔

اعلانات اور سرکلرز کے ذریعہ قائدین کو شروع سال میں تحریک جدید اور وقف جدید کے لئے وعدہ جات حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور بعد میں وصولی کے لئے کوشش کی گئی۔ چنانچہ تحریک جدید کے سلسلہ میں ۲۹ مارچ سے ۴ اپریل تک اور یکم اکتوبر سے ۷ اکتوبر تک ہفتے منائے گئے۔ وقف جدید کے لئے ۲ دسمبر تا ۱۰ دسمبر ۶۲ء اور یکم فروری تا ۱۵ فروری ۶۳ء کے ایام مقرر کئے گئے۔ دفتر وکیل المال سے ہر ماہ کے آخر میں وعدہ جات اور وصولی کے اعداد و شمار لے کر قائدین اضلاع اور علاقائی کو بھجوائے جاتے رہے۔ تا انہیں اپنے اضلاع کی پوزیشن کا علم ہوتا رہے اور وہ اپنی مساعی تیز کر سکیں۔

مالی جہاد کے علاوہ تحریک جدید کے مطالبات (سادہ زندگی۔ دعا۔ وقف زندگی اور طلبہ کو تعلیم کے لئے مرکز میں بھجوانا) ان امور کو احباب جماعت کے سامنے خاص طور پر پیش کیا گیا۔

سال رواں میں بھی گذشتہ سالوں کی طرح جلسہ سالانہ کے موقع پر ۵۰ مختلف زبانوں میں تقاریر کرائی گئیں۔ اس سال یہ جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۲ء کو مسجد مبارک میں نہایت کامیاب طور پر انعقاد پذیر ہوا۔ اس اجلاس کی حاضری گذشتہ سالوں کی نسبت بہت خوشکن تھی۔ باوجود سردی اور بارش کے احباب نے تقاریر ہمہ تن گوش ہو کر سنیں۔ سامعین کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ باوجود سکڑ کر بیٹھنے کے پھر بھی بہت سے دوستوں کو مسجد میں کھڑے رہنا پڑا۔

شعبۂ مال

امسال ۲۸۷ مجالس نے اپنے بجٹ فارم پُر کروا کر بھجوائے۔ جو ۹۲۰۲ خدام کی تعداد پر مشتمل ہیں۔ گزشتہ سال ۲۰۸ مجالس طرف سے یہ فارم آئے تھے۔ جن میں خدام کی تعداد ۸۸۸۶ تھی۔ چندہ مجلس کا تشخیص شدہ بجٹ آمد گزشتہ سال کے ۶۲۵۶۱ روپے کے مقابلہ میں ۶۹۵۷۶ روپیہ ہے۔ اسی طرح سالانہ اجتماع کا چندہ بھی ۹۸۱۵ روپے کے مقابلہ میں امسال ۱۱۷۸۱ روپے ہے۔ اس بجٹ آمد کے مقابلہ میں اصل وصولی کی رفتار حسب ذیل ہے۔ ۶۱-۶۲ء میں چندہ مجلس کی وصولی ۳۲۳۵۸.۰۵ روپے ہوئی تھی۔ اس کے مقابلہ میں ۶۲-۶۳ء کے اسی عرصہ میں وصولی کی مقدار ۲۶۴۸۱ روپے ہے (اس میں مقامی مجالس کا حصہ شامل نہیں کیا گیا) اور سالانہ اجتماع کا چندہ گذشتہ سال ۵۸۰۵ روپے وصول ہوا تھا۔ مگر اس سال ۵۸۸۶ روپے وصول ہوا ہے اب تک ۱۶۹ مجالس کی طرف سے مشخص بجٹ موصول ہو چکا ہے جس کے مطابق چندہ مجلس ۲۵۳۹۴ روپے اور

۴۷۳۳/-

چندہ اجتماع ہے۔ آمد بڑھانے کے لئے شعبہ مال کی طرف سے خاص کوشش کی جاتی رہی۔ عام خطوط کتابت اور سرکلرز بھجوانے کے علاوہ ہر سہ ماہی پر مجالس کو ان کے بجٹ وصولی اور بقایا کا گوشوارہ بھی بھجوایا جاتا رہا۔ اسی طرح قائدین اضلاع و علاقائی کو ان کے ضلع اور علاقہ کی مجالس کی مالی پوزیشن سے آگاہ رکھا گیا۔ سال گذشتہ کی نسبت امسال خطوط اور سرکلرز بھی زیادہ تعداد میں بھجوائے گئے۔ تین مرتبہ وصولی کے ہفتہ جات منائے گئے۔ انسپکٹران عموماً دورہ پر رہے۔

گذشتہ سال تک ۵۰ مجالس چندہ تعمیر دفتر کا اپنا حصہ شرح کے مطابق سو فیصدی ادا کر چکی تھیں۔ امسال مزید ۳۱ مجالس نے سو فیصدی چندہ تعمیر ادا کر دیا ہے اس طرح اس وقت تک ۸۱ مجالس اپنا حصہ تعمیر دفتر مکمل ادا کر چکی ہیں۔ سال رواں میں سو فیصدی ادا کرنے والی مجالس کی فہرست درج ذیل ہے:

نوشہرہ، پنڈی بگھو وال، چک $\frac{39}{D.B}$، چک ع-99 شمالی، چک ع-359 قاعد آباد۔ تاندلیانوالہ، پتوکی، پسرور، ملیانوالہ گکھوٹیاں کلاں۔ میانہ پنڈ۔ بوریوالہ، کبیروالا۔ چک $\frac{6}{11-L}$ جھبول چک ع-169 مراد۔ کمال ڈیرہ۔ قاضی احمد۔ بشیر آباد سٹیٹ۔ رادھن، ڈگری، نور نگر اسٹیٹ۔ کریم نگر فارم پھیرو چچی۔ کراچی۔ گنج مغلپورہ۔ وزیر آباد۔ چک ع-151 ڈگری۔ بدوملہی محمد آباد سٹیٹ۔ خوشاب۔

شعبہ تعلیم

مرکزی شعبہ تعلیم کے سال رواں کے پروگرام میں خدام کو عربی سکھانے کا انتظام کرنے کی طرف مجالس کو خاص طور پر توجہ دلائی گئی۔ اسی طرح بڑی بڑی مجالس میں تربیتی کلاسیں منعقد کرانے کی بھی تحریک کی گئی تھی۔ چنانچہ ان دونوں امور کے بارہ میں مجالس کو وقتاً فوقتاً ہدایات بھجوائی جاتی رہیں۔ عربی سکھانے کا ابھی تک اکثر مجالس نے خاطر خواہ انتظام نہیں کیا۔ البتہ تربیتی کلاسز اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی مقامات پر ہوئی ہیں۔

اکثر شہروں اور بڑی بڑی دیہاتی مجالس میں دارالمطالعہ اور لائبریریاں قائم ہیں، جہاں سے غیر از جماعت افراد کی بڑی تعداد سلسلہ کے بارے میں معلومات حاصل کرتی ہے۔ انہیں مطالعہ کے لئے سلسلہ کی کتب دی جاتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی مجالس نے بھی اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق چھوٹے پیمانے پر لائبریریاں قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس شعبہ سے متعلق اعداد و شمار درج ذیل ہیں۔

۱۳۰۶ افراد کو قرآن کریم ناظرہ پڑھنا سکھایا جا رہا ہے۔ ۱۱۶۷ افراد کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا جا رہا ہے ۱۰۴۸ افراد نماز باترجمہ سیکھ رہے ہیں۔ ۴۲۹ افراد کو اردو پڑھنا اور دستخط کرنے سکھائے گئے۔ ۳۷۹۳ کتب لائبریریوں میں داخل ہوئیں۔ ۶۳۹۰ کتب لائبریریوں سے جاری کی گئیں۔ یہ تعداد گذشتہ سال کے مقابلہ میں دگنی کے قریب ہے۔ ۱۶۹۹۰ افراد نے لائبریریوں سے استفادہ کیا۔

گذشتہ سال اطفال کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے مقررہ نصاب میں کامیاب ہونے پر دس دس روپے کے دو وظیفے مقرر کئے گئے تھے۔ جو سال رواں میں باقاعدہ دئیے جاتے رہے۔

امسال بھی انعامی امتحان لیا گیا۔ جس میں صرف مجلس ربوہ کے ۱۱ اطفال شریک ہوئے۔

ا-

انعام حاصل کرنے والے اطفال کی ابھی تعیین نہیں ہوئی اوّل و دوم آنیوالے اطفال کو آئندہ سال دس دس روپے ماہوار کے وظائف دیئے جائیں گے۔ (انشاء اللہ)

خدام الاحمدیہ کا سالانہ امتحان اکتوبر میں لیا گیا۔ مرکز سے ۸۵ مجالس کو تینوں معیاروں کے مناسب تعداد میں پرچے بھجوائے گئے۔ پندرہ ۱۵ مجالس کے صرف ۵۱ خدام اس امتحان میں شامل ہوئے۔ مندرجہ ذیل خدام انعام کے مستحق قرار دیئے گئے۔

معیار اوّل

اوّل۔ نصر اللہ خان صاحب ناصر ربوہ

دوم۔ بشیر احمد صاحب اختر 〃

سوم۔ لئیق احمد صاحب طاہر 〃

معیار دوم

اوّل۔ مجید احمد صاحب ربوہ

دوم۔ عزیز الرحمٰن صاحب خالد ربوہ

سوم۔ مولوی بشیر احمد صاحب قادیانی ربوہ

معیار سوم

اوّل۔ منصور احمد صاحب عمر ربوہ

دوم۔ حیدر علی صاحب ظفر ربوہ

سوم۔ محمود احمد یونس صاحب ربوہ

ان تمام خدام کو سالانہ اجتماع کے موقع پر مناسب انعامات دیئے گئے۔

اس امتحان میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد توقع سے بہت ہی کم بلکہ تشویشناک ہے۔ امید ہے خدام اگلے سال اس کی طرف ضرور توجہ دیں گے۔

اس کے علاوہ مضمون نویسی کے انعامی مقابلہ کا عنوان "قرآن کریم اور زمانہ حال کی علمی ترقیات" مقرر کیا گیا۔ صرف دو مجالس ربوہ اور کراچی کی طرف سے صرف چار مقالہ جات موصول ہوئے۔ اس مقابلہ میں رشید احمد صاحب جاوید (رائے ونڈ) اوّل۔ لئیق احمد صاحب طاہر ربوہ دوم اور عبدالرزاق صاحب انور کراچی سوم قرار دیئے گئے۔ ان خدام کو سکیم کے مطابق علی الترتیب -/۲۰، -/۱۵ اور -/۱۰ روپے کے انعامات سالانہ اجتماع کے موقع پر دیئے گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ ایک منظم طریق پر جاری رکھنے کے لئے مجالس کو متعدد اعلانوں کے ذریعہ تعلیمی کارڈ زیادہ سے زیادہ رائج کرنے کی تلقین کی گئی۔ چنانچہ سالِ رواں میں ۱۰۸۹ کارڈ مجالس کو بھجوائے گئے۔ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر علمی مقابلہ جات میں حصہ لینے والے خدام کے لئے اپنا تعلیمی کارڈ ہمراہ لانا ضروری قرار دیا گیا۔

مجالس کے تعلیمی کوائف جمع کرنے لئے اس سال ایک سوالنامہ مجالس کو بھجوایا گیا۔ تاہر مجلس کی علمی حالت کا اندازہ ہو سکے سالِ رواں کے شروع میں ایک مطبوعہ سرکلر تمام مجالس کو بھجوایا گیا۔ جس میں سال بھر کے پروگرام کی ضروری تفصیلات اور امتحانات کا نصاب وغیرہ درج تھا۔ اسی طرح "عام دینی معلومات" کے نام سے سوال و جواب کی طرز پر ۲۸ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ دو ہزار کی تعداد میں شائع کرکے تمام مجالس کو بھجوایا گیا۔

مجالس بیرون

مجلس خدام الاحمدیہ عالمگیر حیثیت رکھتی ہے۔ اور

دنیا کے ہر گوشے میں آباد احمدی نوجوانوں کی صحیح اسلامی رنگ میں تربیت کرنا اس کے فرائض میں داخل ہے۔ اس لئے جملہ ممالک کے احمدی نوجوانوں کی تنظیم نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اس وقت انڈونیشیا۔ ماریشس۔ انگلستان۔ ٹانگانیکا۔ کینیا۔ اور یونائیٹڈ سٹیٹس میں نائب صدر صاحبان مقامی مجالس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ موجودہ وقت میں مندرجہ ذیل مقامات پر مجالس قائم ہیں۔

لنڈن۔ شکاگو۔ نیروبی۔ روزہل۔ جاکرتہ۔ کویت دارالسلام۔ اوانگا بوالہ۔ طہران۔ بغداد۔ کیپ ٹاؤن۔ ساؤتھ ہال ٹانگا۔

مجالس کے قیام اور ان کی نگرانی کے لئے نائب صدر صاحبان کو بذریعہ سرکلر ہدایت بھجوائی گئیں۔ ان مجالس کی طرف سے انفرادی خط و کتابت کے بھی بروقت جوابات دیئے گئے اور مجلس سے متعلق ضروری لٹریچر انہیں بھجوایا گیا۔

مندرجہ ذیل مجالس کی طرف سے گاہے بگاہے رپورٹ ملتی رہی۔

لنڈن، کیپ ٹاؤن۔ طہران، ٹانگانیکا، انڈونیشیا

ہماری بیرونی مجالس خدا تعالیٰ کے فضل سے منظم ہو رہی ہیں۔ آئندہ سال انشاء اللہ ان کی طرف زیادہ توجہ دی جائے گی۔ اور ان کے مناسب حال ضروری لٹریچر بھی تیار کرایا جائے گا۔

شعبہ اشاعت

اس شعبہ کے زیر اہتمام مرکز سے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے دو علیحدہ ماہوار رسالے "تشحیذ الاذہان" اور "خالد" شائع ہوتے ہیں۔ ان رسائل کو معنوی اور صوری لحاظ سے بہتر بنانے اور مالی طور پر انہیں مستحکم بنیادوں پر کھڑا کرنے کیلئے مرکزی کارکنان کی طرف سے دوران سال بھرپور جدوجہد کی گئی خطوط اور اعلانات کے ذریعہ قائدین مجالس کو بار بار ان رسائل کی مالی و قلمی اعانت کے لئے لکھا جاتا رہا۔ لیکن ان کوششوں کے باوجود حسب خواہش کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ امر خصوصیت سے قابل افسوس ہے کہ مجموعی لحاظ سے دونوں رسائل کی خریداری میں امسال کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا۔ مجلس کے دیگر شعبہ جات میں ترقی کے واضح رجحان کے پیش نظر یہ ٹھہراؤ ہمارے لئے ایک تازیانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حرف آخر

سال رواں کے کام کا مختصر جائزہ پیش کر دیا گیا ہے۔ مجلس کی کارکردگی کی رپورٹ اس رنگ میں پیش کرنے کی غرض اظہار مقصود نہیں۔ بلکہ حقیقت حال پیش کرنا ہے تاکہ ہم گذشتہ اور حال کے کاموں کا گہری نظر سے موازنہ کر سکیں۔ اور آنے والے سال میں پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر جوش اور اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے فرائض کو بہتر رنگ میں سرانجام دے سکیں اور تا ہمارا آگے بڑھا ہوا قدم ہماری کسی غفلت کے سبب پیچھے نہ ہٹ جائے اور تا ہمارا ہر آنے والا سال گذرے ہوئے سال سے بہتر ثابت ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

(و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

مختصر کوائف

سالانہ اجتماع ۱۹۶۳ء

مجلس خدام الاحمدیہ کا بائیسواں مرکزی سالانہ اجتماع ۲۵-۲۶-۲۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو دار الہجرت ربوہ میں منعقد ہوا۔ اور روحانی تربیت و اصلاح اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں تین روز تک نہایت خیر و خوبی اور برکت سے جاری رہنے کے بعد بڑے ہی مبارک طور پر اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

یہ تین دن خدام کے لئے اجتماعی اور انفرادی لحاظ سے ازدیادِ ایمان اور سعادت کے دن تھے۔ اجتماع کی مختلف نشستیں اپنے منفرد اور پُرکیف روحانی ماحول کا عجیب نظارہ پیش کرتی تھیں۔ اور پھر خدام نے بھی ان تمام اجلاسوں میں اس قدر ذوق و شوق سے شرکت کی کہ گزشتہ اجتماعات میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آخری اجلاس میں تو سامعین کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ وسیع و عریض مقامِ اجتماع بھی ناکافی ثابت ہوا۔ یہ اجتماع روحانی، تربیتی، علمی اور ورزشی غرض یہ کہ ہر اعتبار سے گزشتہ اجتماعات پر سبقت لے گیا اور یہ تین روزہ ٹریننگ خدام کے لئے ایمانی اور اخلاقی استقامت کا موجب ہوئی۔ فالحمد للہ۔ اجتماع کی حقیقی برکات اور اس کے فوائد اور ماحول کا اندازہ تو وہی کر سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں شرکت کی سعادت عطا فرمائی۔ تاہم دیگر احباب کے استفادہ کے لئے ذیل میں اس اجتماع کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:۔

افتتاحی تقریب

اس روحانی اور تربیتی اجتماع کا افتتاح مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ایک نہایت ایمان افروز خطاب کے ساتھ فرمایا۔ کارروائی کا آغاز نمازِ جمعہ کے بعد دو بج کر پچاس منٹ پر محلہ دار البرکات کی غربی جانب تیار کردہ وسیع اور خوشنما پنڈال میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت

قرآن کریم کے بعد جو مکرم سید کمال یوسف صاحب نے کی تمام خدام نے کھڑے ہو کر محترم صدر صاحب کی اقتداءٗ میں تین مرتبہ بآواز بلند اپنا عہد دہرایا۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے جملہ خدام کو اپنی اپنی جگہ ایستادہ رہ کر خاموشی کے عالم میں اپنے عہد کے الفاظ اور اس کے تقاضوں پر غور کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس دو منٹ کے خاموش محاسبۂ نفس کے بعد آپ نے اس دعا کے ساتھ کہ "اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا یہ عہد نبھانے کی توفیق عطا فرمائے" خدام کو بیٹھنے کی اجازت دی۔

اس کے بعد مکرم پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجلس کی کارگزاری پر مشتمل سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی (یہ رپورٹ معمولی اضافہ کے ساتھ رسالہ خالد کے اسی شمارہ میں شائع کی جا رہی ہے)

ازاں بعد صدر مجلس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے خدام کو ایک پُر درد اور پُرسوز خطاب سے نوازا (اس افتتاحی خطاب کا مکمل متن انشاء اللہ العزیز خالد کی آئندہ اشاعت کی زینت ہوگا)۔ اس پر معارف، ولولہ انگیز اور انتہائی بصیرت افروز خطاب کے بعد محترم صدر صاحب نے ایک لمبی پُرسوز دعا فرمائی۔ چنانچہ اس طرح دعاؤں اور ذکر الٰہی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کے بائیسویں سالانہ اجتماع کا افتتاح عمل میں آیا۔

اجتماع کے افتتاح کی اس پُر وقار اور ایمان افروز تقریب کے بعد پروگرام کے مطابق بقیہ کارروائی شروع ہوئی جس کا ایک مختصر خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کا پاکیزہ ماحول

اس اجتماع کا ماحول دعاؤں اور ذکر الٰہی کا ماحول ہوتا ہے۔ اجتماع کے دوسرے اور تیسرے دن پروگرام کے مطابق سب سے پہلے نماز تہجد ادا کی جاتی رہی۔ پہلے روز نماز تہجد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے اور دوسرے روز محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے پڑھائی جن میں بڑے درد اور الحاح کے ساتھ اجتماعی دعائیں کی گئیں۔ نماز میں شرکت کے لئے خدام بکثرت بروقت مقام اجتماع میں پہنچتے رہے۔ الحمدللہ کہ امسال نماز تہجد میں گزشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ خدام نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

اجتماع کے دوران نماز با جماعت کا بڑی باقاعدگی کے ساتھ التزام کیا جاتا رہا۔ چنانچہ خدام دیگر تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز با جماعت میں شمولیت کرتے رہے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ درسِ قرآن مجید و احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ افتتاحی تقریب کے بعد بقیہ پروگرام کا آغاز درسِ قرآن مجید سے ہوا جو محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے دیا۔ اجتماع کے دوسرے روز نماز فجر کے بعد بھی محترم صاحبزادہ صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا۔ اجتماع کے آخری روز نماز فجر کے بعد درسِ قرآن مجید محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے دیا۔ نماز مغرب کے بعد حدیث کا درس علی الترتیب مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل اور مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر نے دیا۔ نیز کتب حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کا درس دینے کی سعادت مکرم مولوی نور الحق صاحب تنویر کے حصہ میں آئی ۔

ان مختلف درسوں سے سامعین نے جو حظ اُٹھایا انہیں لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے ۔

ذکرِ حبیبؑ کا پروگرام

اجتماع کے دوسرے روز ذکرِ حبیبؑ کا دلچسپ اور ایمان افروز پروگرام ہوا ۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی محترم مولوی محمد جی صاحب نیز مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر نے حضورؑ کی حیاتِ طیبہ اور سیرۃ مقدسہ کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے ۔ یہ پروگرام اس قدر پُرکشش تھا کہ خدام نے ہمہ تن گوش ہو کر حضورؑ کی سیرۃ کے مختلف دل موہ لینے والے واقعات کو سُنا ۔

تلقینِ عمل کا ایمان افروز پروگرام

۲۶ اکتوبر بعد نمازِ عشاء کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی زیرِ صدارت "تلقینِ عمل" کا پروگرام شروع ہوا جس میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے خدام کو نہایت ہی بیش قیمت نصائح فرمائیں ۔ (محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا پُر تاثیر خطاب اسی شمارہ کے ابتدائی صفحات میں علیحدہ طور پر شائع کیا جا رہا ہے) ۔

مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے بہت ہی دلنشین انداز میں نماز باجماعت اور دیانت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور علی الخصوص اس امر کو ذہن نشین کرایا کہ تمام اخلاقِ حسنہ اُس وقت ہی اخلاقِ حسنہ کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں جب آزمائش میں وہ پورے اُتریں ۔ اس کی مثال آپ نے یہ دی ۔ کہ موافق حالات میں بہادری دکھانا صحیح معنوں میں بہادری نہیں لیکن ایسے وقت میں جب پاؤں اُکھڑ جائیں اور شکست بظاہر یقینی نظر آنے لگے اُس وقت شجاعت کا مظاہرہ کرنا اصل بہادری ہے ۔ اس کے ثبوت میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اسوۂ حسنہ کو پیش کر کے واضح کیا کہ کس طرح حضورؐ نے اور حضورؐ کے صحابہؓ نے کڑی آزمائش کے اوقات میں ثابت قدم رہ کر اخلاقِ فاضلہ کا نہایت شاندار مظاہرہ کیا ۔ اور اس طرح ثابت کر دکھایا کہ بڑی سے بڑی آزمائش بھی انہیں صراطِ مستقیم سے ذرہ بھر بھی ہٹا نہیں سکتی ۔

آخر میں صدر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے ردِّ بلا کے فلسفہ پر بہت مسحور کن انداز میں روشنی ڈالی ۔ آپ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ردِّ بلا کے لئے اور قوم پر آنے والے زمانۂ تاریکی کے دُور کرنے کے لئے دو ہی چیزیں کارگر ہوتی ہیں ایک دعا اور دوسرے صدقہ ۔ لیکن صدقہ بکری یا کسی اَور جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کا نام نہیں ہے بلکہ اپنے نفس کو قربان کرنے کا نام صدقہ ہے ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ خدا نے ہمیں اسلام کے سر پر سے بلائیں دُور کرنے اور اسے ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی فتح سے ہمکنار کرنے کے لئے

چھتا ہے۔ ہم اسلام کی فتح کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں اسی طرح ہم اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کی شفایابی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہیں لیکن ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے نفس پر موت وارد کرکے اس کی قربانی دیں اور دیتے چلے جائیں کیونکہ اصل چیز نفس ہی کی قربانی ہے۔

آپ نے تکبر، غرور اور رعونت سے بچنے نیز عاجزی، تذلل اور خشوع و خضوع کو اختیار کرکے اپنے نفوس پر موت وارد کرنے پر زور دیا اور خبردار فرمایا کہ نفس سب سے بڑا زہر ہے لیکن اگر اسے کشتہ کر لیا جائے تو سب سے بڑا تریاق بھی یہی ہے۔

یہ تینوں تقریریں اپنے اپنے رنگ میں اس درجہ اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی اور مسحور کن تھیں اور بیش قیمت نصائح پر مشتمل تھیں کہ انہیں سن کر جملہ سامعین جن کی غالب اکثریت خدام پر مشتمل تھی روحانی کیف و سرور سے بھر گئے اور فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے۔

مہتممین مرکزیہ کی ہدایات

تلقینِ عمل کے پروگرام کا ایک حصہ مہتممین مرکزیہ کی ان ہدایات پر مشتمل تھا جو انہوں نے اپنے اپنے شعبہ کے متعلق دیں۔ اس خصوصی اجلاس میں تمام مہتممین مرکزیہ نے باری باری اپنے اپنے شعبہ کے متعلق ہدایات دیں اور خدام پر واضح کیا کہ آئندہ سال کے دوران انہیں ان شعبہ جات میں کیا کیا کام کرنے ہیں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے ان کا طریقِ عمل کیا ہونا چاہیئے۔ خدام نے اس اجلاس میں کثیر تعداد میں شرکت کی اور استفادہ کیا۔ محترم صدر صاحب بھی گاہے گاہے خدام کو نصائح فرماتے رہے اور خاص طور پر تحریک جدید کے سلسلہ میں ان کو اپنا فرض سمجھنے کی طرف توجہ دلاتی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی مجھے یہ سن کر سخت دکھ ہوا ہے کہ ہم گزشتہ سال تحریک جدید کے جہاد کے لئے اپنا مالی وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ یہ بات ہمارے لئے سخت شرم اور ندامت کا موجب ہے کہ ہم وعدہ کرنے کے بعد محض اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے اسے پورا نہیں کر سکے۔ خدام کو اس بات کا پوری طرح احساس ہونا چاہیئے اور عزم کرنا چاہیئے کہ وہ واپس جا کر اس عظیم فروگذاشت کی تلافی کریں گے۔

مجلس شوریٰ

اجتماع کے دوران حسب معمول خدام الاحمدیہ کی مجلس شوریٰ کا انعقاد بھی عمل میں آیا۔ مجلس شوریٰ کے مختلف اوقات میں کُل چار اجلاس ہوئے۔ ہر چہار اجلاس کی صدارت محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے فرمائی۔ ہر اجلاس کے شروع میں تلاوتِ قرآن کریم کے بعد اجتماعی دعا کی جاتی رہی کہ اللہ تعالیٰ مجلس شوریٰ کے فیصلوں میں برکت دے اور صحیح اور سود مند راستہ کی طرف نمائندگانِ شوریٰ کی راہنمائی فرمائے۔ پہلے اجلاس میں دو سب کمیٹیوں کا تقرر کیا گیا جنہوں نے تفصیلی بحث کرنے کے بعد اپنی رپورٹیں پیش کیں اور بقیہ تین اجلاسوں میں ان سب کمیٹیوں کی آراء کی روشنی میں ایجنڈے کی تجاویز پر بحث کی گئی۔

اس شوریٰ کے دوران نمائندگانِ مجالس نے مختلف تربیتی اور تنظیمی امور سے متعلق امور پر اپنی آراء اور

مشورہ کا اظہار کیا۔ نیز مجلس شوریٰ نے آئندہ سال کے میزانیہ آمد و خرچ کے منظور کئے جانے کی بھی سفارش کی۔

مجلس شوریٰ کی کارروائی تربیتی نقطۂ نگاہ سے بہت دلچسپ اور مفید تھی۔ چنانچہ نمائندگان کے علاوہ دیگر خدام نے بھی حاضر رہ کر ان اجلاسوں کی کارروائی سے فائدہ اٹھایا۔ کام کی طوالت کی وجہ سے بعض اجلاس رات گئے تک جاری رہے لیکن نمائندگان بڑے ذوق و شوق سے ان میں شرکت کرتے رہے۔

رسالہ جات خالد و تشحیذ الاذہان کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مجلس شوریٰ نے یہ خصوصی سفارشات بھی کیں

۱۔ قائدین اضلاع اور علاقہ اپنے اپنے حلقہ میں ہر مجلس کو خالد اور تشحیذ کا خریدار بنائیں۔

۲۔ ناظمین اشاعت کا یہ فرض ہوگا کہ ان کی مجلس کے ذمہ خالد و تشحیذ کے جو بقایا جات ہیں انکی وصولی کی طرف توجہ دے کر مرکز کا ہاتھ بٹائیں نیز نئے خریدار بنانے میں بھی مدد کریں۔

۳۔ بڑی بڑی مجالس کے قائدین و ناظمین اشاعت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ خالد و تشحیذ کے لئے اشتہارات حاصل کر کے بھجوائیں۔

علمی و مذہبی سوالات کے جوابات

اس اجتماع کے موقع پر علمی اور مذہبی سوالات کے جوابات کا نہایت دلچسپ اور معلومات افزا پروگرام بھی خدام کی کشش کا موجب رہا۔ خدام نے سوالات قبل از وقت لکھ کر بھجوا دیئے تھے جن کے نہایت مختصر مگر [illegible] اور مدلل جوابات تمام خدام کو بتلائے گئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل اور محترم میر محمود احمد صاحب ناصر نے سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ پروگرام بہت ہی دلچسپ تھا اور خدام کی طرف سے بہت سے سوالات آئے تھے اور اس وقت بھی موصول ہو رہے تھے لیکن وقت کی کمی کے باعث ایک گھنٹہ کے بعد یہ پروگرام ختم کرنا پڑا۔ اور باقی ماندہ سوالات کے جوابات کے لئے وقت نہ مل سکا۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات

ہر سال اجتماع کے موقع پر متعدد علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوتے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی یہ مقابلہ جات ہوئے اور خدام نے ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ علمی مقابلہ جات میں ترجمہ و تفسیر قرآن مجید، مطالعہ احادیث، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حفظِ قرآن مجید، تقریر، مضمون نویسی، مشاہدہ معائنہ اور معلوماتِ عامہ کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے علاوہ تمام خدام سے اجتماع کے دوران پرچہ ذہانت، پرچہ قرآن کریم اور عام دینی معلومات کے پرچہ جات بھی حل کروائے گئے۔

ورزشی مقابلہ جات کے سلسلہ میں ۱۱۰، ۲۲۰، ۴۴۰ گز اور ایک میل کی دوڑ کے مقابلے ہوئے۔ علاوہ ازیں گولہ پھینکنا، تھالی پھینکنا، نیزہ پھینکنا، کلائی پکڑنا، اونچی چھلانگ اور لمبی چھلانگ کے مقابلے ہوئے۔ اجتماعی کھیلوں

میں فٹ بال، والی بال، کبڈی اور رسہ کشی کے دلچسپ مقابلے شامل تھے۔

علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے نتائج درج ذیل ہیں:-

ا۔ علمی مقابلے

۱۔ ترجمہ و تفسیر قرآن مجید معیار اوّل

اوّل۔ عزیز محمد صاحب اطہر ربوہ
دوم۔ راجہ نصیر احمد صاحب ناصر ربوہ
} اس مقابلہ میں صرف مجلس ربوہ کے دو خدام نے حصہ لیا۔

۲۔ ترجمہ و تفسیر قرآن مجید معیار دوم

اوّل۔ راجہ نصیر الدین صاحب ربوہ
دوم۔ محمد جلال صاحب شمس ״
} مجلس ربوہ کے صرف تین خدام نے حصہ لیا۔

۳۔ ترجمہ و تفسیر قرآن مجید معیار سوم

اوّل۔ کرم دین صاحب لاہور
دوم۔ حیدر علی صاحب ظفر ربوہ
} مجلس کراچی کے دو۔ ربوہ کے چار۔ پچانسواہ کے ۲۔ واہ کینٹ کے ایک۔ کل چودہ خدام نے حصہ لیا۔

۴۔ مطالعہ احادیث معیار اوّل

اوّل۔ عزیز محمد صاحب اطہر ربوہ
دوم۔ نصر اللہ خان صاحب ناصر ״
} مجالس ربوہ کے چار اور لائلپور کے ایک۔ کل پانچ خدام نے حصہ لیا۔

۵۔ مطالعہ احادیث معیار دوم

اوّل۔ راجہ نصیر الدین صاحب ربوہ
دوم۔ محمد جلال صاحب شمس ״
} صرف مجلس ربوہ کے چار خدام نے حصہ لیا۔

۶۔ مطالعہ احادیث معیار سوم

اوّل۔ حیدر علی صاحب ظفر ربوہ
دوم۔ لعل خان صاحب لاہور
} مجالس لاہور کے ۲، واہ کینٹ کے ۱، لائلپور کے ۱، ربوہ کے ۴، گھٹیالیاں کے ۱، کراچی کے ۱ کل دس [illegible] خدام شامل ہوئے۔

۷۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ معیار اوّل

اوّل۔ نصر اللہ خان صاحب ناصر ربوہ
دوم۔ راجہ نصیر احمد صاحب ناصر 〃
} صرف مجلس ربوہ کے تین خدام شامل ہوئے۔

۸۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ معیار دوم

اوّل۔ راجہ نصیر الدین صاحب ربوہ
دوم۔ سجاد حیدر صاحب لاہور
} مجلس ربوہ کے تین۔ لاہور کے ایک۔ کراچی کے دو۔ کل ۶ خدام نے حصہ لیا۔

۹۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ معیار سوم

اوّل۔ نذیر احمد صاحب خادم گھٹیالیاں
دوم۔ ۱۔ ملک فضل الرحمٰن صاحب راولپنڈی
۲۔ کریم احمد صاحب طاہر لاہور
} مجالس ربوہ کے ۴۔ لاہور کے ۳۔ راولپنڈی کے ۱۔ گھٹیالیاں کے ۱۔ واہ کینٹ کے ۱۔ لائلپور کے ۱۔ کراچی کے ۲۔ کل ۱۳ خدام شامل ہوئے۔

۱۰۔ حفظ قرآن مجید

اوّل۔ لئیق احمد صاحب ربوہ
دوم۔ ظفر اقبال صاحب لاہور
} مختلف مجالس کے پندرہ خدام نے حصہ لیا۔

۱۱۔ تقریری مقابلہ۔ معیار اوّل

اوّل۔ عبد الرب صاحب انور کراچی
دوم۔ ۱۔ لئیق احمد صاحب طاہر ربوہ
۲۔ راجہ نصیر احمد صاحب ناصر 〃
} مجلس کراچی کے ۱۔ ربوہ کے ۴۔ سمندری کے ۱۔ لاہور کے ۱۔ کل ۷ خدام شامل ہوئے۔

۱۲۔ تقریری مقابلہ۔ معیار دوم

اوّل۔ رانا محمد سلیم صاحب ربوہ
دوم۔ بشیر الدین صاحب لاہور
} مجلس ربوہ کے ۴۔ گنج مغلپورہ کے ۱۔ لاہور کے ۱۔ کراچی کے ۲۔ سیالکوٹ کے ۱۔ رحیم یار خاں کے ۱۔ کل ۱۰ خدام شامل ہوئے۔

۱۳۔ تقریری مقابلہ۔ معیار سوم

اوّل۔ محمد یحییٰ صاحب کراچی
دوم۔ نذیر احمد صاحب خادم گھٹیالیاں
} مجلس کراچی ۱۔ گھٹیالیاں ۱۔ لاہور ۱۔ ربوہ ۲۔ راولپنڈی ۱۔ سیالکوٹ ۱۔ بہاولنگر ۱۔ کل ۹ خدام نے حصہ لیا۔

۱۴۔ مشاہدہ و معائنہ　(اس میں ۵۰ کے قریب خدام شامل ہوئے۔)

اوّل۔ صفی اللہ صادق صاحب ربوہ　　دوم۔ محمد اقبال صاحب اوکاڑہ

۱۵۔ مضمون نویسی۔ معیار اوّل

اوّل۔ عبدالرب صاحب انور کراچی
دوم۔ لئیق احمد صاحب طاہر ربوہ
} اس میں کراچی کے ۱۔ ربوہ کے تین۔ کل چار خدام نے حصہ لیا۔

۱۶۔ مضمون نویسی۔ معیار دوم

اوّل۔ شاہد احمد صاحب قریشی کراچی
دوم۔ محمد ادریس عیسٰے صاحب کوئٹہ
} ربوہ کے چار۔ کراچی کے ایک۔ کوئٹہ کے ایک۔ کل چھ خدام نے حصہ لیا۔

۱۷۔ مضمون نویسی۔ معیار سوم

اوّل۔ محمود احمد صاحب ونیس ربوہ
دوم۔ نذیر احمد صاحب خادم گھٹیالیاں
} بہاولنگر کے ۱۔ کراچی کے ۴۔ ربوہ کے ۶۔ لاہور کے ۲۔ گھٹیالیاں کے ۱۔ کل ۱۵ خدام نے حصہ لیا۔

۱۸۔ عام دینی معلومات

اوّل۔ شاہد احمد صاحب قریشی کراچی
دوم۔ بشیر احمد صاحب اختر ربوہ
} یہ تمام خدام کے لئے لازمی تھا اور اس میں آٹھ صد خدام شامل ہوئے۔

۱۹۔ معلوماتِ عامہ۔ معیار اوّل

اوّل۔ نصیر احمد صاحب لاہور (کراچی کے ۲۔ ربوہ کے ۲۔ لاہور کے ۱۔ کل پانچ خدام شریک ہوئے)

۲۰۔ معلوماتِ عامہ۔ معیار دوم

اوّل۔ شاہد احمد صاحب قریشی کراچی
دوم۔ راجہ نصیرالدین صاحب ربوہ
} ربوہ کے ۴۔ کراچی کے ۲۔ گنج مغلپورہ کے ۱۔ لاہور کے ۱۔ گوجرانوالہ کے ۱۔ کل ۹ خدام شریک ہوئے۔

۲۱۔ معلوماتِ عامہ۔ معیار سوم

اوّل۔ محمود احمد صاحب ونیس ربوہ
دوم۔ ۱۔ کریم احمد صاحب طاہر لاہور
۲۔ منیر الحق صاحب شاہد ربوہ
} اس میں ربوہ کے چار۔ لاہور کے دو۔ کراچی کے تین۔ گھٹیالیاں کا ایک۔ سیالکوٹ۔ کل گیارہ خدام شریک ہوئے۔

۲۲۔ پرچہ قرآن کریم

اوّل۔ شیخ نصیر احمد صاحب کراچی
دوم۔ چودھری شریف احمد صاحب صفا ربوہ
} یہ پرچہ تمام خدام کے لئے لازمی تھا اور اس میں ۷۹۰ خدام شامل ہوئے۔

۲۳۔ پرچہ ذہانت

۸۰۶ خدام شامل ہوئے۔ اوّل۔ چوہدری ناصر احمد صاحب کراچی۔ دوم۔ منور احمد صاحب صفا ربوہ
سپیشل انعام عبدالشکور صاحب شاہد ربوہ +

علمی مقابلہ جات کے بارہ میں یہ ذکر بے جا نہ ہوگا کہ ان مقابلہ جات میں بہت کم مجالس دلچسپی لیتی ہیں۔ اجتماع میں شامل ہونے والی ہر مجلس کو چاہیئے کہ وہ کسی نہ کسی مقابلہ میں ضرور اپنی نمائندگی کرے۔ کیونکہ ان علمی مقابلہ جات میں حصہ لینا بھی تربیت کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔

مختلف علمی مقابلہ جات میں حصہ لینے والی مجالس کے نام اسی لئے لکھے گئے ہیں تاکہ دوسری مجالس بھی اس طرف توجہ دیں اور آئندہ اجتماع میں اس کثرت سے مجالس ان مقابلہ جات میں حصہ لیں۔ کہ رپورٹ میں مجالس کے نام شائع کرنے مشکل ہو جائیں۔

امسال دینی معلومات اور تقریری مقابلہ کے معیار اول و سوم کا معیار قدرے پست تھا۔ مجالس کو معیار بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ورزشی مقابلہ جات

اجتماع کے دوران جو ورزشی مقابلہ جات ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

دوڑ ۱۱۰ گز۔ ۱۶ خدام شامل ہوئے۔ اول رفیق احمد صاحب ربوہ
دوم صفی الدین صاحب ،،

دوڑ ۲۲۰ گز۔ ،، ،، ،، اول ،، ،،
دوم نعیم الرحمٰن صاحب خالد ،،

دوڑ ۴۴۰ گز۔ ،، ،، ،، اول داؤد حنیف صاحب ،،
دوم محمد صادق صاحب ،،

دوڑ ایک میل۔ ،، ،، ،، اول مبشر احمد صاحب کراچی
دوم داؤد حنیف صاحب ربوہ

گولہ پھینکنا۔ ۱۰ خدام شامل ہوئے۔ اول صفی الدین خانصاحب ربوہ
دوم۔ محمد اسلم خانصاحب ربوہ

ڈسکس پھینکنا۔ ۱۵ ،، ،، ،، ۔ اول ،، ،، ،،
دوم۔ غلام محمد صاحب احمد نگر

نیزہ پھینکنا۔ ۱۵ ،، ،، ،، ۔ اول۔ مقصود احمد صاحب ربوہ
دوم۔ حفیظ احمد صاحب ملتان شہر

اونچی چھلانگ۔ ۱۰ ،، ،، ،، ۔ اول ،، ،، ،،
دوم۔ نعیم احمد صاحب خالد ربوہ

لمبی چھلانگ۔ ۱۰ ،، ،، ،، ۔ اول۔ صفی الدین صاحب ربوہ
دوم۔ مقصود احمد صاحب سیالکوٹ

کلائی پکڑنا۔ ۴ ،، ،، ،، ۔ اول۔ ثناء اللہ صاحب کوٹ سلطان
دوم۔ محمد شریف صاحب پکا۔

فٹ بال۔ ربوہ۔ لاہور ڈویژن، سرگودھا ڈویژن، کراچی، راولپنڈی کی ٹیمیں شامل ہوئیں
اول۔ ربوہ ٹیم دوم۔ کراچی ٹیم

والی بال۔ ربوہ A۔ ربوہ B۔ سرگودھا۔ کراچی، راولپنڈی، گھٹیالیاں کی ٹیمیں شامل ہوئیں
اول۔ ربوہ A ٹیم دوم۔ لاہور ٹیم

کبڈی۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ کراچی۔ ربوہ۔ سرگودھا کی ٹیمیں شامل ہوئیں
اول۔ ربوہ ٹیم۔ دوم۔ لاہور ٹیم

رسہ کشی۔ ربوہ A۔ ربوہ B۔ منگلا، کراچی، لاہور کی ٹیمیں شامل ہوئیں۔
اول۔ سرگودھا ڈویژن۔ دوم۔ ربوہ ٹیم

نمائش کا انتظام

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ایک نمائش کا انتظام بھی کیا گیا جس میں گرافس کے ذریعہ مجلس خدام الاحمدیہ کی مختلف شعبہ جات میں مساعی کا ایک خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ یہ نمائش کئی لحاظ سے خدام کی توجہ اور دلچسپی کا مرکز بنی رہی۔ اس نمائش کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خدام کے سامنے ان کے کاموں کا گذشتہ سالوں سے مقابلہ کر کے دکھایا جائے۔ تاکہ وہ زیادہ ہمت اور کوشش سے بلند تر مقام کو حاصل کرنیکی کوشش کریں۔

اعداد و شمار و متفرق کوائف

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کی حاضری گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ رہی۔ اور نہ صرف خدام کی تعداد میں اضافہ ہوا بلکہ اجتماع میں شامل ہونے والی مجالس کی تعداد بھی بفضلہ تعالیٰ زیادہ رہی۔ چنانچہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں گذشتہ سال ۱۴۷ بیرونی مجالس کے ۷۵۲ خدام نے شرکت کی تھی اور امسال ۱۹۵ بیرونی مجالس کے ۸۲۰ خدام افتتاحی اجلاس میں شامل ہوئے۔ ربوہ چنیوٹ اور احمد نگر کے خدام کی تعداد ۱۲۲۵ تھی۔ گویا افتتاحی اجلاس کے موقعہ پر ۲۰۴۵ خدام حاضر تھے۔

اجتماع میں شرکت کرنے والے مہمانان کے قیام و طعام کا مجلس مرکزیہ کی طرف سے خاطر خواہ طور پر انتظام کیا گیا۔ مقامِ اجتماع میں صفائی، آب رسانی، روشنی اور فوری طبی امداد مہیا کرنے کے ضروری انتظامات موجود تھے۔

بیرونی ممالک کے خدام

اس اجتماع میں صرف مغربی اور مشرقی پاکستان کے خدام نے ہی شرکت نہیں کی بلکہ بیرونی ممالک کے بعض خدام نے بھی شمولیت اختیار کی۔ چنانچہ ماریشس، انڈیا، ایران، کینیا۔ سیرالیون۔ انڈونیشیا اور چین کے خدام بھی اجتماع میں شریک ہوئے اور اس کی برکتوں سے استفادہ کیا۔

اختتامی تقریب

مؤرخہ ۲۷؍ اکتوبر بوقت اڑھائی بجے کے قریب بعد دوپہر اختتامی تقریب محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد جو عطاء المجیب صاحب راشد نے کی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی اقتداء میں تمام خدام نے تین مرتبہ بلند آواز سے اپنا عہد

گذشتہ سال کی کارگذاری کی بناء پر مجلس اطفال الاحمدیہ سیالکوٹ شہر اول قرار پائی تھی۔ چنانچہ محترم صدر صاحب کی درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے مجلس سیالکوٹ کے ناظم اطفال مبشر احمد صاحب پال کو مقامی قائد صاحب کی شراکت میں یہ انعامی علم عطا فرمایا۔ اور اسی طرح سے اس اجتماع کے موقع پر ایک نئی مستحسن روایت کا قیام عمل میں آیا۔ بعدہٗ محترم صدر صاحب نے سالانہ اجتماع کے مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔

تقسیم انعامات کے بعد محترم صدر صاحب نے خدام

سے اختتامی خطاب فرمایا۔ جو اس قدر ایمان افروز اور دلوں پر گہرا اثر کرنے والا تھا کہ تمام حاضرین نے کمال محویت کے عالم میں ان نصائح کو سنا اور ان کے قلوب میں خدمت اسلام کا ایک نیا عزم اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ (اس خطاب کا مکمل متن بھی انشاء اللہ خالد کی کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔)

آخر میں محترم صدر صاحب کی اقتدا میں ایک لمبی اور پُرسوز دعا ہوئی۔ دعا اس قدر رقت آمیز تھی کہ شاید ہی کوئی آنکھ ہو جس نے اپنے مولا کے حضور گڑگڑاتے ہوئے آنسو نہ بہائے ہوں۔ اور اجتماع کے بعد اکثر خدام سے یہ الفاظ سُنے گئے۔ کہ ۱۹۵۳ء کے جلسہ سالانہ کی پُرسوز دعا کے نظارے کی یاد تازہ ہو گئی۔ مولیٰ کریم سے التجا ہے کہ وہ ہم عاجز بندوں کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشے۔ آمین۔

اس دعا کے ساتھ خدام الاحمدیہ کا بائیسواں سالانہ اجتماع تین روز جاری رہنے کے بعد نہایت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجتماع کی اس مختصر سی رپورٹ کے بعد یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔ کہ انتہائی خوش قسمت وہ بھائی ہیں جنہیں اس اجتماع میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اجتماع میں شامل ہونے کے نتیجہ میں جو روحانی دولت انہوں نے حاصل کی وہ ان کے دل ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جو خدام اپنی بعض مجبوریوں یا کوتاہیوں کے سبب اس مبارک اور بابرکت اجتماع میں شامل ہونے سے محروم رہے وہ ابھی سے عزم صمیم کریں کہ آئندہ سال وہ ضرور اس بابرکت اجتماع میں شامل ہو کر اپنی روح کی تسکین کا سامان پیدا کریں گے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اللھم آمین۔ (مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

بقیہ نقد و نظر از صفحہ ۳

نوجوانوں کو بالخصوص یہ کتاب بہت کثرت سے خرید کر پڑھنی چاہیئے۔ بلکہ کوشش کرنی چاہیئے کہ "اصحاب احمدؐ" کے اس سلسلہ کی تمام تصانیف گھر میں موجود رہیں۔ زیر نظر کتاب حسب سابق عمدہ سفید کاغذ پر بڑے سائز میں شائع ہوئی ہے۔ ۱۰۸ صفحات کی مجلد کتاب جو متعدد نقشوں، چربوں اور تصاویر سے مزین ہے۔ احمدیہ بک ڈپو ربوہ یا مؤلف سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ قیمت ساڑھے تین روپیہ۔ (ر-ا)

۲۔ "ساؤینیر" کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی جو اپنی فعالیت اور بیداری کے لحاظ سے کئی جہت سے دوسری مجالس کے لئے نمونہ ہے، ہر سال اپنے سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک یادگاری مجلہ "SOUVENIR" کے نام سے شائع کرتی ہے۔ زیر نظر شمارہ اس سلسلے کی آٹھویں کڑی ہے۔ معنوی اور صوری دونوں لحاظ سے یہ خوبصورت مجلہ معیاری ہے۔ معنوی اعتبار سے زیر نظر شمارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی گرانقدر نگارشات کے تراجم کے علاوہ بزرگانِ سلسلہ کے پیغامات بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ کے پچیس سالہ دَور زندگی کا نہایت سُلجھا ہوا اسکیچ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اسلامی ارکان و فرائض "صحت اور اسلام" اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مضامین بھی بہت ٹھوس ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور جماعت احمدیہ کراچی اور مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی سرگرمیوں اور خدمت خلق کے پروگراموں کا تعارف بھی موجود ہے۔ بعض بیش قیمت تصاویر سے جریدے کو مزین کیا گیا ہے۔ تبلیغی لحاظ سے اس کی اشاعت ان شاء اللہ متعدد غلط فہمیوں کے ازالہ کے علاوہ مفید اثرات پیدا کرے گی۔ (ل-م)

کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

(از محترم میاں اللہ بخش صاحب تسنیم)

منّاد ایک حق کا مدّت کے بعد آیا ابرِ کرم ہے تازہ دنیا پہ ایک چھایا
پیغامِ زندگی کا پھر اک رسول لایا مولا کریم کی یہ سب مہربانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

اسلام کا عزیزو پرچم نہ جھکنے پائے پروا نہیں ہے کوئی جاتی ہے جان جائے
مذہب کی آبرو پہ ہرگز نہ حرف آئے ہر سُو مخالفوں کی ریشہ دوانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

دنیا میں ہم نے کیا کیا اعجاز ہیں دکھائے اندھوں کو دی ہیں آنکھیں مُردے کئی جِلائے
صحرا میں ہم نے تازہ گُل پھول ہیں کھلائے ظلمت کی وادیوں میں کی ضوفشانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

مغرب کی محفلوں میں ہے ذکر عام اپنا مشرق کی وادیوں میں گونجا ہے نام اپنا
ہر خاص و عام کرتا ہے احترام اپنا سارے جہاں کے لب پر اپنی کہانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

تاریکیوں میں شمعیں اسلام کی جلاؤ حق کا پیام لے کر دنیا میں پھیل جاؤ
ہمت سے کام لو تم کچھ کام کر دکھاؤ کیا فائدہ جو خالی رنگیں بیانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

پلّہ جہاں میں بھاری تقویٰ کا ہی رہا ہے مٹی ہو جس سے سونا تقویٰ وہ کیمیا ہے
اخلاق سے ہے عاری دنیا کے پاس کیا ہے یا بدزبانیاں ہیں یا جانستانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

پالے اگر نبوت اِک اُمتی تو کیا ہے ہو جائے مصطفٰے کا خادم نبی تو کیا ہے
عیسیٰ کا نام پالے مومن کوئی تو کیا ہے لطفِ خدا سے اتنی کیوں بدگمانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

غم آج دیں کا تم بن کھاتا نہیں ہے کوئی تبلیغ حق کی خاطر آتا نہیں ہے کوئی
حق کا پیام لیکر جاتا نہیں ہے کوئی دعوے ہیں لب پہ خالی یا لن ترانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

کہتا ہے تم سے سیّد عبد اللطیفؓ کا خوں جب پھونکتی ہے ہمت کانوں میں اپنا افسوں
دبتا نہیں کسی سے انسان زیرِ گردوں ہنس ہنس کے عاشقوں نے کیں جانفشانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

ہے کام کا زمانہ اے دوستو جوانی یونہی گزر نہ جائے نایاب زندگانی
مدت کے بعد اُترا ہے آسماں سے پانی دریائے معرفت کی ہر سُو روانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

نازل ہوا ہے تازہ اِک نور آسماں سے ظاہر ہوئی صداقت پھر ارضِ قادیاں سے
پھوٹا ضیا کا چشمہ اِک تیرہ خاکداں سے حق کو جہاں میں حاصل پھر کامرانیاں ہیں
کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

لو آ گیا مسیحِ دوراں خوشی مناؤ خدمت میں جا کے تم بھی تسنیم فیض پاؤ
اٹھو مریض دوڑو خوش ہو کے گیت گاؤ حق مہرباں ہوا ہے اب شادمانیاں ہیں

کچھ کر لو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا